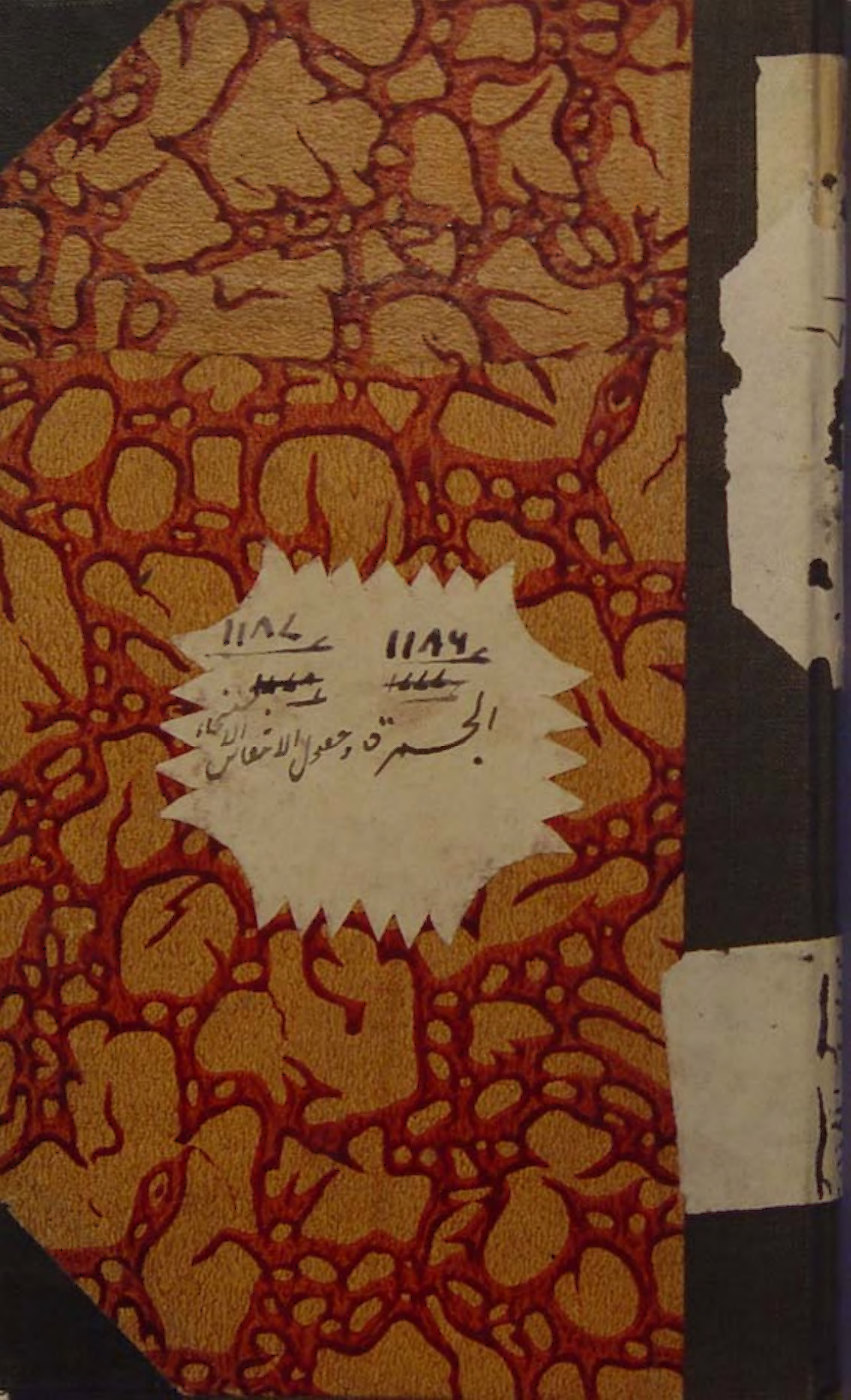

١١٨٢ ع ١١٩٦ ع

~~[illegible]~~ ~~[illegible]~~

بعض الاحياء

الجمرة وجعول الانعاش

۲۷ / عالی

خرید کردہ سے برائے کتب خانہ وقف منصبیہ میرٹھ

در عہد تولیت حضور پرنور جناب عالی سیادر

مولوی سید محمد حسین صاحب شوق

زیدی متولی وقف منصبیہ میرٹھ دام اقبالہم ۔

قیمت [illegible]

کتب خانہ وقف منصبیہ میرٹھ

قسمت ۲

انعام خریداران اصلاح

مشتمل برعبارت مختصر سہل

۱۱۸۶ع

الجمرۃ

من افادات محی السنۃ ومروج الشریعۃ

قامع البدعۃ ظہیر الملۃ والدین سید المحققین

فخر الحکماء الاسلامیین مولانا **السید علی اظہر**

دامت برکاتہ

علی العالمین

اس رسالہ میں صرف

کلوخ کا بدعت ہونا اور **جریدتین** کا سنت ہونا صحیحین سے ثابت کیا گیا ہے

مع ضمیمہ

حصول النقا بالاستنجا من الما مصنفہ مولوی مبارک علی صاحب اہلحدیث

مطبع اصلاح کجھوا سارن میں طبع ہوا

قیمت ۳

[illegible]

الجمرة

من تصنیفات السید السند
والحبر المعتمد وحید العصر
فرید الدہر محی السنۃ
قامع البدعۃ فخر الحکماء ظہیر
العلماء مولانا السید علی اظہر
دامت برکاتہ و زادت افاداتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العلمین والصلوٰۃ والسلام علی سید المرسلین وآلہ الطیبین الطاہرین **اما بعد** اس رسالہ مین ہم صرف مسئلہ **کلوخ** کو بیان کرتے ہین کہ وہ بدعت ہی **ذوالفقار حیدر** جلد چہارم سے یہ مسئلہ بھی علحدہ کیا گیا۔ تاکہ اہل سنت کو عموماً اور اہل حدیث کو خصوصاً معلوم ہو کہ دعوائے اتباع سنت رسول مین کہانتک وہ راست گو ہین چونکہ رسالۃ الوضو نے عام طور پر بدعت مسئلہ غسل قدمین کا بہ ایجاد و اجتہاد خلیفہ دوم رائج ہونا ثابت کر دیا جس سے بعض حضرات نے مذہب حق کو قبول بھی کیا۔ لہذا

ان کی حق پسندی اور دعوے اتباع سنت سے امید قوی ہے کہ اس بدعت کو ترک کر کے سنت رسول اللہ پر عمل کرینگے جو مقدمۂ طہارت ہے اور بغیر طہارت نماز صحیح نہین جیسا کہ امام نووی شرح صحیح مسلم مین لکھتے ہین۔

وسبب کونهما کبیرین ان عدم التنزه من البول یلزم منه بطلان الصلوة فترکها کبیره بلاشك ۱۲

یعنی کبیرہ ہونا اسکا اس سے ثابت ہے کہ بول سے احتراز نہ کرنا باعث بطلان نماز ہے تو اسکا ترک کرنا کبیرہ ہے بلا شک وریب

اسلیے مین نے یہ رسالہ محض قربۃً للہ تحریر کیا تاکہ تمام مسلمانون کو معلوم ہو کہ **اصل سنت رسول طہارت بول** کے بارے مین یہی ہے کہ پانی سے اسکی طہارت کی جاے نہ کلوخ وغیرہ سے جو بدعت ہے۔ اس رسالہ کی غرض نہ سنی کو شیعہ بنانا ہے نہ حنفی کو اہل حدیث (وہابی) وغیرہ بلکہ یہ مقصود ہے کہ ہر فرقہ یا ہر شخص اپنے مذہب پر باقی رہ کر بھی اتباع سنت کر سکتا ہے جس سے علاوہ قومی اتحاد کے یہ فائدہ ہوگا کہ کتاب وسنت پر کچھ تو عمل ہو جاے۔ اور مخالفین اسلام کی نظرون مین معلوم ہوگا کہ کل مسلمان ایک شریعت کے پابند ہین اور خدا و رسول واحد کے پیرو ہین۔ محض اسی خیال سے یہ رسالہ لکھا گیا کہ لوگ بدعت سے بچین اور سنت کے عامل ہون۔ کیونکہ نماز اہل حدیث کے یہان اصول دین مین داخل ہے اور وہ بغیر طہارت ہو نہین سکتی۔ لہذا کل مسلمانون پر فرض ہے کہ وہ سنت کی پیروی کرین اور بدعت سے جو ضلالت ہے پرہیز کرین اسلیے محض انھین کتابون سے استدلال کیا جائے گا جو تمامی اہل سنت کے یہان نہایت صحیح و مستند مانی جاتی ہین اور کسی کو اُسکے اعتبار و اعتماد مین عذر نہین ہو سکتا۔

ہم جب ان مسائل پر نظر ڈالتے ہین جنمین دو اسلامی فریق حنفی۔ وہابی لڑتے مرتے ہین عدالتون تک جاتے ہین تو سخت حیرت ہوتی ہے کہ ان مسائل مین

کیون اسقدر کج بحثیان ہو رہی ہین مثل رفع یدین۔ امین بالجہر
وغیرہ کے جو محض مہمل ہین۔ یا نماز مین ٹخنون کے چھپانے اور نہ چھپانے مین
لڑتے ہین یا یہ کہ عیدین کی نماز صحرا مین ہونی چاہیے یا مسجد مین۔ اور ایسے
مسائل سے کوئی بحث نہین کرتا جسکے بغ۔ روزہ نماز حج وغیرہ سب باطل ہو
یعنی طہارت جسپر تمام مسلمانون کا اتفاق ہو کہ بغیر اسکے نہ آمین بالجہر والون
کی نماز درست ہوسکتی ہے۔ نہ آمین بالاخفات والون کی نہ رفع یدین کرنیوالونکی
نماز صحیح ہوسکتی ہے نہ اسکے مخالف کی۔

(افسوس طہارت ایسے عظیم الشان مسئلہ سے یون چشم پوشی کیجائے اور
کسیکو اسکا خیال نہو حالانکہ خداوند عالم کسقدر اس بارے مین تاکید فرماتا
ہے کہین تو فیہ رجال یحبون ان یتطہروا واللہ یحب المتطہرین
فرماتا ہے اور کہین ان اللہ یحب التوابین ویحب المتطہرین جس سے
ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ مسئلہ طہارت کیسا اہم اور ضروری ہے جسکے بارے مین
اسقدر تاکیدین خود خداوند عالم فرماتا ہے۔ اور تمامی علما و محدثین و فقہانے شریعت
کی کتابون مین اسی کو مقدم رکھا ہے مگر افسوس کہ اہل سنت کے طرز عمل سے
اس طرح کی بے پروائی ہوتی ہے کہ آپ فریقین (حنفی و وہابی) کے
معرکہ کارزار مین کبھی ان بحثون کو آتے نہ دیکھین گے۔ اسلیے مین نے
عام طور پر فریقین کو مخاطب بنانا چاہا کہ شاید اسکی ضرورت محسوس ہو
اور طہارت کا خیال آئے کہ اس مین اتباع سنت ضروری ہے۔ کیونکہ
خدانے مشرکون کو نجس فرماکر اس طرح علحدہ کیا کہ کسی طرح ان کے
طہارت کی بغیر قبول اسلام امید ہی نہین کی جاسکتی۔ اب اگر مسلمان لوگ
بھی پابند طہارت نہ ہون گے تو مس قرآن کیونکر کرسکتے ہین جس کے
بارے مین فرماتا ہے لا یمسہ الا المطہرون۔ پھر اس طہارت
ہمہ نجاست کے ساتھ اگر مس قرآن کیا تو گنہگار ہوے۔ اور

نماز پڑھائی تو اور بھی خطا کار۔

پہلے ہم کو نہایت افسوس سے یہ دکھانا پڑتا ہے کہ اس کلوخ مین اہلسنت تمام تر سنت کے خلاف بلکہ بدعت نئے مطابق عمل کرتے ہین حضرت حجۃ الہند شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی اپنی کتاب ازالۃ الخفا مین ایک خاص رسالہ لکھتے ہین۔ جس مین خلیفہ دوم کے مذہب خاص اور اجتہادات خاصہ کو جمع کرتے ہین اس مین رقم طراز ہین۔

مذہبا بی بکر عن یسار بن نمیر کان عمر اذا بال مسح ذکرہ بحائط او بحجر ولم یمسہ بماء قلت اجمع علی ذلک علماء اہل السنۃ ولیس فیہا حدیث مرفوع وانما ہو مذہب عمر قیاسا علی الاستنجاء من الغائط اطبق علی نقلہ العلماء ص۳ مقصد۔

یعنی ابوبکر نے یسار ابن نمیر سے روایت کی ہے کہ عمر جسوقت پیشاب کرتے تھے تو مسح کرتے تھے اپنے ذکر کو کبھی دیوار سے یا پتھر سے اور اوسکو پانی سے نہین دھوتے تھے شاہ صاحب کہتے ہین کہ اسپر اجماع کیا ہے علماے اہل سنت نے حالانکہ اس بارے مین ہرگز کوئی حدیث مرفوع نہین ہے یہ فقط مذہب عمر ہے بنا بر قیاس استنجار من الغائط کے اور کلوخ لینے پر اتفاق کیا ہے بالاطباق تمام علما نے اس عبارت پر بطور فائدہ لکھا ہے۔ **استنجا بکلوخ بعد پیشاب سنت عمر است** اور مولوی عبد الحی صاحب حاشیہ شرح وقایہ مین لکھتے ہین۔

واما فی البول فالغسل بالماء ثابت بہذا الروایۃ واما استعمال الحجر فیہ فلم اطلع علی حدیث صریح یدل علیہ ان النبی فعلہ

نعم ثبت ذلک صریحا عن عمر انہ کان یبول ویمسح ذکرہ بحجر او تراب لم یمسہ الماء اخرجہ عبد الرزاق فی مصنفہ وابونعیم فی الحلیہ والطبرانی فی الاوسط یعنی پیشاب کی طہارت پانی سے تو اس روایت سے

ثابت ہے مگر کلوخ لینا حضرت کا کسی حدیث صریح سے نہین معلوم ہوتا کہ حضرت نے کبھی کلوخ لیا ہو۔ پھر لکھتے ہین ہان فعل عمر سے البتہ بصراحت ثابت ہی کہ وہ جب پیشاب کرتے تو پتھر یا خاک سے پونچھ ڈالتے اور پانی سے نہین طہارت کرتے جیساکہ مصنف عبدالرزاق حلیۃ الاولیا ابونعیم واوسط طبرانی مین مذکور ہے۔ پس معلوم ہوا کہ حضرات اہلسنت[له] باتفاق سنت عمری کے عامل ہین اور اس مادہ مین کوئی حدیث نہین ہے اسپر بھی دعواے عمل بر سنت رسول موجب حیرت عقول ہی اب نہ معلوم کہ اسکو بھی احداث یعنی بدعت فی الدین کہین گے یا نہین کہ صریح خلاف کتاب وسنت رسول ہے اور غالبا اسکے بدعت اور قابل شمار ہونے مین بھی کوئی عذر نہو کیونکہ حدیث حذیفہ سے معلوم ہے کہ تین سو آدمی اگر اس بدعت کی پیروی کرین تو قابل شمار ہے اور اس بدعت کے تابع ومقلد تو تمامی اہل سنت ہین۔

اگرچہ اس تصریح کے بعد اسکی ضرورت نہین کہ ہم اس فعل کے جواز وعدم جواز کی بحث کرین کیونکہ باتفاق تمامی اہل اسلام مسلم ہے کہ خدا و رسول کے سوا بلکہ بجز خداوند عالم کسی کو احکام تشریعی[عه] مین دخل نہین نہ کسی کے حکم پر کوئی عمل کرسکتا ہے۔ پھر صرف اجتہاد یا قیاس یا مذہب عمری پر کوئی مسلمان کیونکر عمل کرسکتا ہے حالانکہ تمام نصوص صریحہ سنت رسول کی ہمارے پاس موجود ہین جس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت کا طرز عمل اس بارے مین کیا تھا۔ اسکے برخلاف سنت عمری پر عمل کرنا کیونکر جائز ہے پہلی تفسیر آیہ فیہ رجال یحبون ان یتطہروا واللہ یحب المطہرین ملاحظہ ہو معالم التنزیل مین ہے عن ابی ہریرۃ عن النبی ص قال نزلت ہذہ الآیۃ فی اہل قبا فیہ رجال یحبون ان یتطہروا

[له] زوالفقار حیدر جلد ثانی ذمالث ملاحظہ ہو۔ [عه] ملاحظہ ہو رسالہ الوضو

قال عطا کانوا یستنجون بالماء نزلت فیہم الآیہ۔ ابوہریرہ سے روایت ہی رسول اللہ سے کہ یہ آیت نازل ہوئی اہل قبا کی تعریف مین وہ لوگ استنجار کرتے تھے پانی سے قال عطا کانوا یستنجون بالماء ولا ینامون اللیل علی جنابۃ۔ کہا عطا نے کہ وہ لوگ استنجار کرتے تھے پانی سے اور حالت جنابت مین شب کو نہ سوتے تھے جب تک غسل نہ کرلین ص۲۳۱

اور تفسیر کریمہ واذا ابتلی ابراہیم ربہ بکلمات فاتمہن مین لکھا ہے قال طاوس عن ابن عباس ابتلاہ اللہ بعشرۃ اشیاء وہی الفطرۃ خمس فی الراس قص الشارب والمضمضۃ والاستنشاق والسواک وفرق الراس وخمس فی البدن تقلیم الاظفار ونتف الابط وحلق العانۃ والختان والاستنجاء بالماء ص۲۴ طاوس ابن عباس سے روایت کرتے ہین کہ خدا نے حضرت ابراہیم کی آزمائش لی دس چیزون مین جو مطابق فطرت ہین شارب ترشوانا مضمضہ کرنا ناک مین پانی دینا مسواک کرنا۔ سر کے بالون کا جدا کرنا (مانگ نکالنا) اور پانچ چیزین تمام بدن مین ہین ناخون ترشوانا۔ بغل کے بالون کا صاف کرنا حلق عانہ۔ ختنہ کرنا۔ آبدست لینا پانی سے۔ ان آیتون سے اتنا تو بالیقین ثابت ہوا کہ خداوند عالم اُن لوگون کی مدح و ثنا کر رہا ہے اور اپنی محبت ظاہر کرتا ہے اُنسے جو پانی سے استنجا کرتے ہین۔

تو اب کون مسلمان ہو گا جو اسکی نہ خواہش کریگا کہ ہم بھی اسی طہارت کے پابند ہون جس سے حبیب خدا بن سکین اور وہ طہارت یہی پانی والی ہے پاخانہ اور پیشاب مین علامہ شیخ علی دوہ کتاب محاضرات الاوائل والاواخر مین تاریخ القدس سے ناقل ہین اول من استنجی بالماء ونتف الابط ابراہیم ص۵ سب سے پہلے جسنے پانی سے استنجا کیا وہ حضرت ابراہیم علیہ السلام ہین تو اب کوئی مسلمان اُس سنت ابراہیمی سے کیونکر عدول کر سکتا ہے جسکی تجدید کی سنت محمدی نے اور خداوند عالم فرماتا ہے ومن

یرغب عن ملة ابراهیم الا من سفه نفسه پس باوجود ملاحظہ ان آیات و احادیث صریحہ کے ان سے مخالفت کرنا اور سنت عمری پر عمل کرنا کیا حکم من سفه نفسه مین نہین داخل ہوگا۔ اب اسکے بعد وہ روایتین ملاحظہ ہون جن سے معلوم ہو کہ طہارت بول (پیشاب) کے بارے مین کسقدر تاکید ہے اور عذاب قبر زیادہ تر اسی سبب سے ہوتا ہے کہ لوگ پیشاب سے احتراز نہین کرتے صحیح بخاری مین ہے باب من الکبائر ان لا یستتر من بوله حدثنا عثمان قال ثنا جریر عن منصور عن مجاهد عن ابن عباس قال مر النبیؐ بحایط من حیطان المدینة او مکة فسمع صوت انسانین یعذبان فی قبورهما فقال النبی یعذبان فی کبیر ثم قال بلی کان احدهما لا یستتر من بوله وکان الآخر یمشی بالنمیمة ثم دعا بجریدة فکسرها کسرتین فوضع علی کل قبر منهما کسرة فقیل له یا رسول الله لم فعلت هذا قال لعله ان یخفف عنهما ما لم تیبسا ص۱۵۹

ایضا باب ما جاء فی غسل البول ص۱۶۰

ایضا باب ص۱۶۰

ابن عباس سے روایت ہے کہ گذر ہوا رسول اللہ کا ایک باغ خرما میں باغہاے مدینہ سے اور سنی آواز دو آدمیون کی جنپر عذاب ہو رہا تھا اُنکی قبرون مین تو فرمایا حضرت نے دونون عذاب کیے جارہے ہین۔ اور نہین عذاب ہوتا ہے اُنپر کسی بڑے امر مین پھر کہا ہان ایک ان دونون سے نہین پرہیز کرتا تھا اپنے بول سے - اور دوسرا چغلی کھاتا تھا پھر منگائی ایک ڈالی تر خرما کی اور اُسکو دو ٹکڑے کرکے دونون قبرون پر رکھدیا پس کہا کسی نے کیون ایسا کیا یا رسول اللہ تو فرمایا شاید کم کردیا جاے عذاب اُن دونون کا جبتک یہ دونون لکڑیاں خشک نہ ہوجائین۔

اسکی شرح مین حافظ ابن حجر لکھتے ہین جسکا خلاصہ بقدر ضرورت عرض کیا جاتا ہے

اعمش کی روایت ابن خزیمہ وغیرہ اور ماجہ مین ہے جدیدین (دونون قبرین
تازہ تھین) ابن بطال نے استدلال کیا ہے کہ اس روایت سے معلوم ہوا کہ
عذاب صرف گناہ کبیرہ ہی سے نہین بلکہ گناہ صغیرہ پر بھی عذاب ہوتا ہے
کیونکہ بول سے احتراز کرنے کے بارے مین کوئی تخویف (ڈرانے کی)
اسکے پہلے نہین وارد ہوئی تھی تو کیا اسکے قبل جتنی آیتون مین حکم طہارت مذکور
ہے اسکی تعلیم رسول اللہ نے نہین کی تھی (اور اسمین بھی اختلاف ہے کہ
حضرت نے جو فرمایا وانہ لکبیر تو اس سے کیا مراد ہے ابو عبد الملک
یون کہتا ہے کہ ممکن ہے حضرت نے اسکو پہلے گناہ کبیرہ نہ سمجھا ہو بعد
اسکے وحی نازل ہوئی کہ یہ کبیرہ ہے۔ لہذا اسکی تلافی کی کہ بلی کہا ایسی
قدر والی علم رسول ہے؛ (۲) یہ بھی ہو سکتا ہے کہ انہ لکبیر کی ضمیر عذاب
کی طرف پھرتی ہو جیسا کہ صحیح ابن حبان مین ہے حدیث ابوہریرہ سے
کہ ان دونون پر عذاب شدید ہوتا تھا ہلکے گناہ مین (۳) یہ بھی ہو سکتا ہے
کہ ضمیر نمیمہ کی طرف پھرتی ہو جو دونون گناہون سے ایک گناہ ہے اور
وہ کبیرہ ہے بخلاف کشف عورت کے جسکے مطلب یہ ہوے کہ بول سے
پرہیز کرنے پر عذاب نہین تھا بلکہ نمیمہ پر عذاب ہوتا تھا۔ حالانکہ حضرت
بتصریح فرماتے ہین بلی کان احدھما لایستتر من بولہ یعنی
ایک ان دونون سے جسپر عذاب ہو رہا ہے پیشاب سے احتراز نہین کرتا تھا
بہرحال خود حافظ ابن حجر اس احتمال کو رد کرتے ہین) (۴) داودی ابن عربی
نے کہا ہے کہ حضرت نے جو اسکے کبیرہ ہونے کی پہلے نفی کی تو مراد اس سے
یہ ہے کہ اکبر کبائر سے نہین ہے مثل قتل وغیرہ کے اگرچہ خود سے منجملہ
کبیرہ ہے (۵) یہ کہ بصورت ظاہری وہ کبیرہ نہین ہے۔ مگر گناہ کی حیثیت
سے کبیرہ ہے (۶) یہ کہ ان لوگون کے نزدیک (جسپر عذاب ہو رہا ہے)
یا مخاطبین کے نزدیک وہ کبیرہ نہین ہے مگر خدا کے یہان کبیرہ ہے

جیسا کہ خدا نے فرمایا وتحسبونہ هینا وھو عند اللہ عظیم (وہ لوگ اُسے ہلکا گمان کرتے ہیں حالانکہ خدا کے نزدیک وہ عظیم ہے) (۲) یہ مراد ہے کہ پیشاب سے احتراز کرنا اور پرہیز کرنا کچھ بڑی بات نہ تھی اگر کوئی مشقت ہوتی ہو (بلکہ بہت آسان ہے پھر بھی اسکا خیال نہ کیا) بغوی وغیرہ نے اسی احتمال کو یقینی کہا ہے اور ابن دقیق العید وغیرہ نے اسکو ترجیح دی ہے (۳) یہ بھی محتمل ہے کہ اسکے کبیرہ ہونے کی نفی اسوجہ سے کی کہ صرف پرہیز نہ کرنا بول سے کبیرہ نہیں ہے۔ مگر اسپر اصرار اور مواظبت کرنا البتہ کبیرہ ہے۔ چنانچہ اسکی تائید بھی خود ان روایتوں سے ہوتی ہے جن سے معلوم ہوا کہ ہمیشہ ان لوگوں کو یہی عادت تھی تمام ہوا ترجمہ ابن حجر بقدر ضرورت۔

ان اختلافات کی نقل سے ہمارا مطلب صرف اسقدر ہے کہ اہل سنت کو معلوم ہو کہ نجاست بول سے پرہیز نہ کرنا باعتراف انکے علما کے گناہ کبیرہ ہے خواہ بوجہ اسکا علم ہو یا ان مردوں کے اور مخاطبین کے اعتقاد میں وہ گناہ کبیرہ نہو۔ حضرت عمر نے اسکو ایسا خفیف بنایا کہ اب کوئی شخص اسکو گناہ صغیرہ بھی نہیں جانتا ہے چہ جائیکہ کوئی گناہ کبیرہ سمجھے۔

پھر لکھتے ہیں "اکثر روایتوں میں لایستتر ہے تو مراد اس سے یہ ہے کہ وہ اپنے اور بول کے درمیان میں ستر نہیں کرتا تھا یعنی پرہیز نہیں کرتا تھا اس صورت میں وہ روایت بھی اسکے مطابق ہو جائیگی جس میں لایستنزہ ہے کیونکہ تنزہ کے معنی دوری کے ہیں اور روایت ابن عساکر میں لایستبری ہے استبراء سے کہا ابن دقیق العید نے کہ سیاق حدیث دلالت کرتا ہے اسپر کہ بول کو عذاب قبر سے خاص لگاؤ ہے۔ تو معلوم ہوا کہ حدیث کے فقرہ لایستتر سے کشف عورت نہیں مراد ہے کیونکہ صحیح ابن خزیمہ میں ہے ابوہریرہ سے کہ اکثر عذاب قبر

جو بہ پیشاب کے ہے یعنی بسبب بے احتیاطی اور پرہیز نہ کرنے کے پیشاب سے چنانچہ ابوبکرہ کی روایت کہ ایک ان میں سے پیشاب کے بارے میں عذاب کیا جاتا تھا۔ اسی کی موید ہے جیسا کہ امام احمد و ابن ماجہ نے روایت کی اور طبرانی نے بھی مثل اسکی انس سے روایت کی ہے۔ افسوس ہے کہ ان شارحین نے یہ نہ لکھا کہ وہ کس طرح کی بے احتیاطی کرتے تھے جس سے انپر عذاب قبر ہوا کیونکہ یہ تو ہو نہیں سکتا وہ صحابی اس پیشاب کو پاک سمجھتے ہوں جسکی نجاست ضروری دین سے ہے جسکا منکر کافر ہے اور وہ لوگ ایک زمانہ تک صحبت رسول سے مستفید ہوئے رہے کیونکہ ایک راوی اس روایت کے حضرت ابوہریرہ بھی ہیں جو سنہ ۷ کے بعد ایمان لائے۔ لہذا یہ گمان تو ہو نہیں سکتا کہ وہ مطلقاً اسکی طہارت نہ کرتے ہوں چنانچہ الفاظ حدیث بھی اسپر دال ہیں۔ تو ضرور ہوا کہ ان لوگوں کی طہارت ایسی ہو گی کہ مطابق مذہب حضرت عمر کلوخ لیتے ہوں اور یہی باعث عذاب قبر ہوا کیونکہ یہ طہارت مطابق شریعت نہ تھی

اسکے بعد اس جملہ کی شرح میں کہ حضرت نے درخت خرما کی تر ڈالی منگا کر دونوں قبرونپر رکھ دی لکھتے ہیں۔ جو کچھ مسلم[1] نے جابر سے اس بارے میں روایت کی ہے ایک طولانی حدیث میں کہ جابر ہی دونوں ڈالیاں کاٹ لائے۔ تو یہ دوسرا واقعہ ہے کیونکہ اولاً بخاری والی روایت کا قصہ خاص مدینہ کا ہے کہ بہت سے صحابہ حضرت کے ساتھ تھے۔ اور مسلم والی روایت سفر سے متعلق ہے کہ حضرت پاخانہ تشریف لے جاتے تھے اور جابر ساتھ تھے۔

---

[1] دیکھو روضہ ندیہ ص ۵۲ اس تقریر کی وجہ یہ ہے کہ بخاری مسلم کی حدیثوں میں اختلاف تھا اسلیے یہ تقریر کی گئی کہ دونوں حدیث صحیح ہوں ۱۲ منہ

ثانیاً بخاری والی روایت مین یہ ہے کہ حضرت نے دو ٹکڑے کرکے دونون قبرون مین گاڑ دیا بخلاف روایت مسلم کہ اسمین حضرت نے جابر کو حکم دیا کہ اُن دونون درختون کی دو ڈالیان کاٹ لاؤ جنکی آڑ مین حضرت قضائے حاجت کیلیے بیٹھے تھے۔ اسکے بعد جابر کو حکم دیا کہ داہنے بائین اُن ڈالیون کو ڈالدین جہان حضرت بیٹھے ہوئے تھے اسپر جابر نے سوال کیا تو حضرت نے فرمایا میرا گذر دو قبرون پر ہوا جنپر عذاب ہو رہا تھا۔ لہذا مین نے چاہا کہ میری شفاعت سے بھی اُن کو تخفیف ہو جبتک دونون ڈالیان تر رہین۔ پس معلوم ہوا کہ دونون روایتین (بخاری ومسلم کی) دو واقعہ سے متعلق ہین اور کوئی تعجب نہین کہ یہ قصہ چند مرتبہ ہوا ہو چنانچہ موید اسکی روایت صحیح ابن حبان بھی ہے ابوہریرہ سے کہ حضرت کا گذر دو قبرون پر ہوا تو وہان توقف کیا اور دو ڈالیان خرما کی منگوائین ایک کو سرہانے رکھا اور دوسری کو پیر کی طرف تو اب یہ تیسرا قصہ ہوگا۔ اور موید اسکی روایت ابو رافع بھی ہے کہ حضرت نے دو ٹکڑے کرکے ایک سر کی طرف رکھا اور دوسرا پیر کی طرف اور قصۂ واحدی ہو سکتے (جسمین ایک ہی قبر کا ذکر ہے) کہ حضرت نے ایک نصف تو سرہانے رکھا اور دوسرا نصف پیر کی طرف اور قصہ ثنتین مین ہو کہ ہر قبر پر ایک جریدہ رکھوایا۔

نووی صحیح مسلم کی شرح مین لکھتے ہین کہا مازری نے ممکن ہے کہ حضرت کو وحی معلوم ہوا ہو کہ جبتک وہ دونون خشک نہونگی تخفیف عذاب رہیگی۔ اور کہا گیا ہے کہ حضرت نے اتنی مدت کے لیے شفاعت کی ہو کہا خطابی نے کہ حضرت نے دعا کی ہوگی تخفیف کی جبتک تری رہے نہ یہ کہ جریدہ کو کوئی خصوصیت ہو یا تر کو زیادہ خصوصیت بہ نسبت خشک کے اور سب عقلی نکتے ہین گویا فعل رسول عبث تھا اور یہ سب اہتمام لغو تھا معاذاللہ پھر مین ذکر کیا گیا ہے کہ جب تک جریدہ مین

تری رہتی ہے تسبیح خدا کرتا ہے تو برکت تسبیح سے تخفیف عذاب ہوتا ہی اور نفس جریدتین سے یہ صریح مخالف خاص رسول سے ہے اسیوجہ سے ابن حجر فرماتے ہین اگر یہ مانا جاوے کہ جملہ درخت ہین سب اسمین شریک ہین جو تر ہوتے ہین اور یہی حال ہو ان چیزون کا جن مین برکت ہے مثل ذکر تلاوت قرآن کے تو اس سے بدرجہ اولی تخفیف عذاب ہوگا۔

کہا طیبی نے اسکی حکمت ہمکو معلوم نہین کیون تری رہنے سے عذاب نہوگا جیسا کہ زبانیہ کی تعداد نہین معلوم۔

اور مستنکر جانا ہی خطابی نے جریدتین رکھنے کو قبر پر بربنیاد اس روایت کے (کیونکہ فعل رسول ہو!)

کہا طرسوسی نے وجہ استنکار یہ ہین اسوجہ سے کہ یہ برکت خاص تھی حضرت کے ہاتھ کے ساتھ۔ کہا قاضی عیاض نے اسوجہ سے جریدتین کا رکھنا مستنکر ہے کہ حضرت نے خبر غیب بیان کی کہ چونکہ انپر عذاب ہو رہا تھا اسوجہ سے جریدتین گاڑ دی گئی۔ اور چونکہ یہ امر غیب سے متعلق تھا کہ حضرت کو معلوم ہوا لہذا اب ایسا نکرنا چاہیے (کیا معلوم کہ اب عذاب ہوتا ہے یا نہین) قلت

ابن حجر کہتے ہین کہ ہمارے اس نجاننے سے کہ عذاب ہوتا ہی یا نہین یہ ضرور نہین ہے کہ وہ کام نکرین جس سے تخفیف عذاب ہو جیسا کہ حال رحمت خدا نجاننے سے یہ نہین ہو سکتا کہ ہم دعاے رحمت نکرین اور نیز سیاق روایت مین کچھ یہ نہین ہے کہ حضرت نے یہ کام کیا ہو بلکہ محتمل ہے کہ حضرت نے اسکا حکم دیا ہو۔ چنانچہ اسکی تاسی کی بریدہ بن حصیب صحابی نے کہ وصیت کی اسکی کہ ان کی قبر پر دو جریدہ رکھا جاوے جیسا کہ باب جنائز مین مذکور ہوگا تو وہ زیادہ مستحق ہین اسکے کہ پیروی کیجاوے انکی انتہی

ان روایات اور اقوال سے ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ اہل سنت مین کسقدر دیانت داری ہو اور خداترسی اور کسقدر اتباع سنت رسول ہے کہ حضرت تو اسدرجہ

ہمین تاکید فرمائین کہ ایک مرتبہ نہین بلکہ خود چند مرتبہ لگاکے دکھائین۔ اور لوگون کو بتائین اور یہ حضرات اسکو خلاف عقل سمجھین اور قابل مضحکہ جانین اور صرف اسوجہ سے کہ اس کی حکمت ان کی سمجھ مین نہین آتی اس سنت کو موقوف کر دین۔ حالانکہ خود ناقل ہین کہ حضرت بریدہ بن حصیب صحابی نے اسکی وصیت کی مگر لوگ بمخالفت حکم رسول اسکو مستنکر اور ناجائز جانین **اس سے بڑھکر اتباع سنت رسول کی کیا دلیل ہوسکتی ہے۔**

افسوس کہ اُصول دین مین جہان اجتہاد درکار ہے تو یہ لوگ عقل کو اسدرجہ معطل کر دیتے ہین کہ گویا اُسکو تمیز ہی نہین رہتی کہ کسی چیز کا اسکو حسن معلوم ہوتا ہے نہ قبح۔ اور عبادات مین جہان صرف تعبد درکار ہے وہان یہ لیت و لعل کیا جاسے کہ اسکی حکمت نہین سمجھ مین آتی مصلحت اسکی نہین معلوم ہوتی۔ لہذا اسکو ترک کرنا چاہیے اور قبیح و مستنکر سمجھنا چاہیے اسپر مدعی ہین اتباع سنت کے حالانکہ امام نووی شرح صحیح مسلم مین اسی جریدتین کے بارہ مین لکھتے ہین واذا کان العقل لا یعمل جعل الشہر فیہ وجاء النص وجب المصیر الیہ ۱۲ یعنی جب عقل پورے طور پر اسکی مصلحت کو دریافت نہین کر سکتی اور نص صریح موجود ہے تو اسکی طرف رجوع کرنا چاہیے۔ یعنی جریدتین کا استعمال کرنا چاہیے۔

جس باب جنائز کا اشارہ ابن حجر نے کیا ہے اسکی حالت یہ ہو کہ امام بخاری نے ایک خاص باب اسکے لیے قرار دیا باب الجریدۃ علی القبر واوصی بریدۃ الاسلمی ان یجعل فی قبرہ جریدتان صـ ۱۸۲ حافظ ابن حجر اسکی شرح مین لکھتے ہین اور وصیت کی بریدہ نے کہ جریدتین اُنکی قبر مین رکھی جائین۔ اور موت اُن کی ادسے خراسان مین ہوئی ابن مرابط وغیرہ نے کہا ہے کہ محتمل ہو کہ بریدہ نے اسکا حکم دیا ہو کہ ظاہر قبر مین دو جریدے گاڑے

ہے یعنی غرض اتفاقاً نقل کی کہ حضرت نے بھی جریدتین کو قبر پر رکھا تھا اور یہ بھی احتمال ہے کہ بریدہ نے قبر کے اوپر رکھنے کا حکم دیا ہو کیونکہ درخت خرما میں خاص برکت ہے بسبب قول حق تعالیٰ کشجرۃ طیبۃ کے کہ یہ احتمال اول زیادہ ظاہر ہے اور موید اسکا بھی ہے کہ مصنف نے آخر باب میں اس حدیث کو وارد کیا اور بریدہ نے اس حدیث کو عام سمجھا کہ ہر شخص کو ایسا کرنا چاہیئے۔ نہ یہ کہ **خاص ہو انھیں دونوں قبروں سے جنپر عذاب ہوتا تھا۔**

اسکے بعد یہ واقعہ لکھا ہے کہ عائشہ نے اپنے بھائی عبد الرحمن بن ابی بکر کی قبر پر ایک خیمہ نصب کرایا اور ایک خادم کو اسکی حفاظت کے لیے مقرر کیا جب ابن عمر آئے تو انھوں نے خیمہ کو اکھڑوا دیا اور کہا اسکا عمل سایہ افگن ہوگا چونکہ اس واقعہ سے ہم کو غرض نہیں ہے لہذا پہلی روایت بخاری کے نتیجہ شرح کی طرف رجوع کرتے ہیں۔ حافظ ابن حجر لکھتے ہیں کہ اسمیں اختلاف کیا گیا ہے کہ جن مردوں پر عذاب ہو رہا تھا قبر میں وہ کافر تھے یا مسلمان ابو موسیٰ مدینی نے تو اسکا یقین کیا ہے کہ وہ کافر تھے اور ابن عطار کا جزم اسپر ہے کہ وہ مسلمان تھے ورنہ حضرت تخفیف عذاب کے لیے کیوں دعا کرتے ابن حجر لکھتے ہیں کہ حدیث کے مجموعی طریقوں سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ وہ **دونوں قبریں مسلمانوں کی تھیں** کیونکہ ابن ماجہ کی روایت میں ہے مر بقبرین جدیدین فانتفی کونہما فی الجاہلیۃ کہ وہ دونوں قبریں تازہ تھیں تو معلوم ہوا کفار زمانہ جاہلیت کی قبریں نہ تھیں۔ اور حدیث ابو امامہ میں ہے بروایت احمد کہ حضرت کا گذر قبرستان بقیع میں ہوا تو پوچھا **آج کسکو تم نے یہاں دفن کیا ہے** اس سے صاف معلوم ہوا کہ وہ دونوں مسلمان تھے کیونکہ بقیع مسلمانوں کا قبرستان تھا اور خطاب بھی حضرت نے مسلمانوں سے کیا اور روایت ابی بکرہ نزد احمد

وطبرانی بھی اسی کی موید ہے جو بسند صحیح ہے کہ وہ دونون مسلمان تھے کیونکہ حضرت نے فرمایا ان دونون پر کسی بڑے امر کے سبب سے نہین عذاب ہوتا۔ صرف غیبت اور بول کے سبب سے عذاب ہو رہا ہے تو اس حصر سے بھی معلوم ہوا کہ وہ مسلمان تھے کیونکہ کافر ہر چند کو بسبب ترک احکام اسلام بھی عذاب ہوتا ہے مگر کفر پر عذاب ہونا یقینی ہے یہانتک کلام فرماتے ہین اس حدیث مین بہت سے فائدے ہین ایک یہ کہ عذاب قبر سنت سے ثابت ہے دوسرے اسمین تحذیر (یعنی ممانعت ہے) ملابسہ بول سے اور ملحق ہے اسکے ساتھ دوسری نجاستین بھی بدن کی ہون یا لباس کی انتہی ملخصاً۔

اگرچہ ان عبارتون کی نقل مین کچھ طول ہوا مگر اس سے چند فائدے حاصل ہوے۔

اول یہ کہ پیشاب سے احتراز کرنا اور کلی نجاست کا خیال نہ کرنا ایسا گناہ کبیرہ ہے کہ حضرت کو وحی کے ذریعہ سے اطلاع دیگئی تو اب حضرت عمر کا اسکی مخالفت کرنا کس درجہ ایمان داری کی دلیل ہے اور ائمہ اربعہ کا بلا اختلاف اسے قبول کر لینا کس درجہ مخالفت سنت کی دلیل ہے۔

دوسرے یہ بھی معلوم ہوا کہ اس امر مین متابعت سنت رسول کرنا کیسا آسان ہے کہ بول کی طہارت کر لیا کرین۔ مگر اسمین بھی سنت رسول کی پیروی نہین کی جاتی تو امور صعبہ و مشکلہ مین کیا امید ہو سکتی ہے اور جب ایسی باتون مین حضرت عمر نے مخالفت رسول کی اور اپنے اسلاف کی اتباع کو مقدم سمجھا تو جن امور مین کہ نفع دنیوی مترتب تھا کیون نہ مخالفت رسول کو ضروری سمجھین گے

تیسرے یہ بھی معلوم ہوا کہ خود حضرت کے صحابی پر اسی سبب سے عذاب قبر

کہ وہ لوگ پیشاب سے پرہیز نہ کرتے تھے کیونکہ علاوہ وسوا اسکے خود حافظ ابن حجر نے تصریح کر دی کہ وہ سب مسلمان تھے جو قبرستان بقیع مین مدفون ہوئے تو پھر دوسرے صحابہ پر بھی اسیوجہ سے عذاب ہو سکتا ہے خصوصاً اس شخص پر جس کی رائے و قیاس نے نجاست بول سے احتراز کرنے کو کم کر دیا ۔ اس روایت نے اہل سنت کے اس عقیدہ کی بھی قلعی کھول دی جو اپنے صحابہ کے بارے مین کہتے ہین کہ سب مغفور ہین اور سب جنتی ہین ۔

چوتھے یہ کہ حضرت نے ایک ہی دفعہ نہیں اسکو ظاہر کیا بلکہ مکرر سہ کرر جسکے تعدد کا اقرار ابن حجر کو بھی ہے حضرت نے ظاہر فرمایا کہ سبب اجتناب نکرنے کے بول سے انپر عذاب قبر ہو رہا ہے مگر حضرت عمر نے مطلقاً نہ خیال کیا اور کھوج کو جاری کیا اور تمامی اہل سنت نے بلا اختلاف اسے قبول کیا ۔

پانچوین یہ کہ ان لوگوں نے عام طور پر اس فعل رسول کو لغو سمجھا کہ جریدتین سے عذاب قبر مین تخفیف ہوتی ہے کسی نے کچھ تاویل کی کسی نے کچھ بات بنائی مگر کسی طرح ان کی عقل مین یہ بات نہ آئی کہ جریدتین سے کیون تخفیف عذاب ہو جاتی ہے آخر اس سے ممانعت کر دی گئی اور کسی شخص کو اہل سنت سے جریدتین نہین دیا جاتا بلکہ شیعون کی اس پابندی سنت پر اعتراض کرتے ہین حالانکہ خود اسکے بھی راوی ہین کہ علاوہ سنت رسول حضرت بریدہ صحابی نے بھی اسکی وصیت کی کہ انکی قبر مین جریدتین رکھی جائین تو اگر درحقیقت یہ حضرات متبع سنت رسول ہوتے تو ضرور اسپر عمل کرتے جسمین حضرت نے نہایت درجہ اہتمام اور مبالغہ فرمایا بلکہ اگر سنت صحابہ کے بھی متبع ہوتے تو فعل حضرت بریدہ صحابی کی تقلید کرتے جیسا کہ حافظ ابن حجر نے کہا کہ انکا فعل زیادہ تر قابل اتباع ہے اور ان چیزون کو کرنا چاہیے جس سے تخفیف عذاب مترتب ہو ۔

تو اب بدیہیہ یہ بات ثابت ہوئی کہ حضرات اہل سنت اصل مین تبع سنت رسول نہین ہین بلکہ سنت عمری کے پیرو ہین تبھی اس درجہ کلوخ لیتے ہین کہ کرتے ہین جو صرف حضرت عمر کا فعل ہے اور جریدہ تین کا بھی اپنے مردون مین استعمال نہین کرتے حالانکہ یہ سنت رسول و عمل حضرت بریدہ و ضرورت اس کی ثابت ہو مگر چونکہ حضرت عمر نے یا انکے پیرو ون نے اسکو لغو سمجھا لہذا آجتک یہ سلسلہ انکے یہان متروک ہے گو امام بخاری اسکے لیے خاص باب ہی مقرر کرین۔

فعل حضرت بریدہ نے اور اہل سنت کی مخالفت نے انکے طرز عمل سے اور بھی اس خیال کو پختہ کردیا کہ مقصود اصلی انکا اتباع سنت رسول نہین ہے کیونکہ حضرت بریدہ[۵] صحابی اُن لوگون سے ہین جنکا میلان اہلبیت طاہرین

---

[۵] نام انکا بریدہ ہے ابن حصیب اسلمی اسلام لائے تھے قبل جنگ بدر جنگ حدیبیہ مین شریک تھے اور بیعت الرضوان مین داخل تھے مدینہ مین سکونت تھی پھر بصرہ گئے بعدہ خراسان اور مرو مین وفات پائی بزمانہ یزید بن معاویہ دیکھو استیعاب جلد اول مطبوعہ حدیث ولایت ان علیا منی وانا من علی وھو ولی کل مومن من بعدی انھین سے روایت ہوئی ہے بروضۃ الصفا مین ہے ہم صاحب حبیب گوید که بعض گفته اند که بریدہ بن حصیب اسلمی علمی مرتب داشته بمدینه آورد و بر در سرای مرتضی علی نصب کرد و عمر ابن الخطاب باین معنی وقوف یافته بریده را خطاب کرد که چون علی با ابی بکر بیعت کرده اند تو چرا مخالفت میکنی جواب داد که با غیر صاحب این بیعت با دیگرے بیعت نمیکنم بعد از آن صحابه مجمع ساخته بریده طلب کردند بریده حاضر شد از وی استفسار نمودند که حال چیست که امثال این کلمات از تو نقل میکنند بریده جواب داد که نوبتے حضرت پیغمبر مرا با خالد بن الولید با طائفه همراه علی بن ابیطالب بجانب یمن فرستاد بعد از آنکه دران سفر هیچ قربے طالب قرب علی دشمن تر و هیچ فراستے را بر فراق دوست تر نمیداشتم چون از سفر بازگشتم اول خدمت حضرت شتافتم آن حضرت فرمود که علی را چگونه گذاشتی من بنا بر کدورتی که از علی در دل داشتم عیب او کردم از سخن من تغیر بر بشره مبارک آنحضرت ظاهر شد فرمود اے بریده لا تقع فی علی انه ولی الناس بکم بعدی

کی طرف زیادہ تھا۔ اور مخالفت شیخین کے علم بردار تھے اسی وجہ سے ان کا فعل قابل تعجب نہ سمجھا گیا اب یہاں ہم تمامی اہل سنت سے عموماً اور اہل حدیث سے خصوصاً بکمال ادب سوال کرتے ہیں کہ احادیث مذکورہ بالا کو ملاحظہ فرما کر انصافاً کہیں کہ خدا ترسی اور دینداری اور اتباع سنت کا دعوی شیعوں کو زیادہ مناسب ہے جو مطابق سنت رسول ہمیشہ بول کا استنجا پانی سے کرتے ہیں اور کلوخ نہیں لیتے اور مطابق سنت رسول و فعل حضرت بریدہ جریدتین کو میت کیساتھ قبر میں ضرور رکھتے ہیں !! یا اہل سنت کو جو بہ سنت عمری کلوخ کے استعمال میں زیادہ مبالغہ کرتے ہیں یہانتک کہ پانی موجود رہتے بھی وہ کلوخ ہی لیتے ہیں۔ اور مخالفت سنت رسول پانی سے استنجا کو لازم نہیں جانتے اور مخالفت سنت رسول و عمل حضرت بریدہ جریدتین کے استعمال کو بدعات کے لیے قابل مضحکہ جانتے ہیں۔

اگر حضرات مخالفین دونوں مسئلوں پر کچھ بھی غور کریں گے یا بنظر سرسری بھی دیکھیں گے تو ان کو صاف معلوم ہو گا کہ سنت رسول اللہ سے ہرگز ہرگز ان کو کوئی واسطہ نہیں بلکہ جو کچھ ہے وہ سنت عمری صرف عوام کی فریب دہی کے لیے سنت رسول کا دعوے کیا جاتا ہے۔

ہاں وہ لوگ یہ کہہ سکتے ہیں کہ ہم اپنے اعمال کو خصوصاً ولائے شیخین کو ایسا عمل صحیح سمجھتے ہیں کہ عذاب قبر کا مطلق خوف ہی نہیں اس لیے جریدتین کی ضرورت نہیں۔ مگر جس شخص کو اسکا دعوی ہو کہ ہم بندہ خدا ہیں کیونکر ایسا کلمہ منہ سے نکال سکتا ہے؟ جو خدا اور اسکے رسول پر حشر و نشر پر ایمان لا چکا ہے اور خدا کو غفور رحیم کے ساتھ جبار و قہار بھی مانتا ہو وہ کیونکر اسکا قائل ہو سکتا ہے!! یہ دعوی تو صرف دہریوں کو ہو سکتا ہے۔ جو

نہ خدا کو مانتے ہین نہ حشر ونشر ومعاد کو۔ جب ہی تو وہ پیشاب کی طہارت
کو پانی سے اور جریدتین کو ایک شئے لغو سمجھتے ہین۔ کہ پیشاب سے کیا
عذاب ہوگا؟ اور خرما کی ڈالی کیا تخفیف عذاب کر سکتی ہے؟ اگر پاخانہ
مین بدبو ہونی طبعی کراہت اُس سے نہ ہوتی تو اسکے بھی دھونیکی ضرورت
نہ تھی جب ہی تو حضرت عمر وابن الزبیر نے مدت العمر
آبدست ہی نہ لیا۔

کیسے افسوس کی بات ہے کہ رسول اللہ کے صحابی جنھین خود صحابہ
نے غسل وکفن دیا اور اگر رسول اللہ نے اُنکے جنازہ کی نماز نہ پڑھی تو
صحابہ نے ضرور پڑھی ہوگی۔ اور جنت البقیع مین مدفون بھی ہوئے۔
اسپر تو بوجہ نہ پرہیز کرنے کے پیشاب سے اُنپر عذاب خدا نازل
ہوا اور بریدہ سا جلیل القدر ان خدمات اسلام پر خائف رہے
عذاب قبر سے جو جریدتین کے لیے وصیت کر جائے۔ مگر حضرت
عمر اور اُن کی امت اہل سنت ایسے خدا کے بیٹے بنے ہین کہ باوصفیکہ
طہارت بول بھی نہین کرتے اسدرجہ عذاب قبر سے مطمئن ہون کہ
جریدتین کی بھی اُنکو ضرورت نہو بلکہ اُسکو قابل مضحکہ سمجھین۔ تو اب بجز
اسکے کیا کہا جا سکتا ہے کہ چونکہ اہل سنت سنت عمری کے پابند ہین
لہذا اس کلوخ مین جو سنت خاص حضرت عمر کی ہے اُس مین متفق
ہین۔ اگر سنت رسول سے مطلب ہوتا تو کسی کو اندازہ سے اس کا
خیال آتا اور اختلاف کرتے جیسا کہ دیگر مسائل مین صدہا قسم کا
اختلاف کر رہے ہین جن مین کوئی بھی حدیث حضرت کی موجود ہے مگر اس
مسئلہ کلوخ مین کسی کو اختلاف نہین دیکھیے سنت رسول یہ ہے صحیح
بخاری مین ہے

باب الاستنجاء بالماء قال سمعت انس بن مالک قال

كان النبي اذا خرج لحاجته اجئ انا وغلام ومعنا اداوة من ماء يستنجي به ص۲۷

باب ما جاء في غسل البول وقال النبي لصاحب القبر كان لا يستتر من بوله ولم يذكر سوى بول الناس عن انس بن مالك قال كان رسول الله اذا تبرز لحاجته اتيته بماء فيغسل به ص۳۵

باب حدثنا محمد بن المثنى عن ابن عباس قال مر النبي بقبرين فقال انهما ليعذبان وما يعذبان في كبير اما احدهما فكان لا يستتر من البول واما الآخر فكان يمشي بالنميمة ثم اخذ جريدة رطبة فشقها نصفين فغرز في كل قبر واحدة قالوا يا رسول الله لم فعلت هذا قال لعله يخفف عنهما ما لم ييبسا قال ابن المثنى وحدثنا وكيع قال حدثنا الاعمش سمعت مجاهدا مثله

پہلی روایت اگرچہ مطلق استنجا کے بارے میں ہے خواہ پیشاب سے ہو خواہ پاخانہ سے مگر اس کی دلالت پیشاب کے استنجا پر بھی واضح ہو جیسا کہ حافظ ابن حجر فرماتے ہیں واستدل البخاري بهذا الحديث على غسل البول كما ياتي

اور دوسری روایت کے بارے میں حافظ مذکور فرماتے ہیں والاستدلال به هنا على غسل البول اعم من الاستدلال على الاستنجاء فلا تكرار فيه

اور تیسری روایت کے بارے میں لکھتے ہیں والاستدلال به على غسل البول واضح لكن ثبت الرخصة في حق المستجمر فيستدل به على وجوب غسل ما انتشر على المحل ص۔

یہ تینوں روایتیں صرف صحیح بخاری کی ہیں جن سے وجوب غسل بول

بطہارت تمام ثابت ہوا اور دو حدیثین انکی بعینہٖ مسلم مین بھی منقول ہین باب الدلیل علی نجاسۃ البول ووجوب الاستبراء منہ مین جن سے عام طور پر معلوم ہوا کہ ہمیشہ حضرت کا یہی دستور تھا کہ مٹی وغیرہ پانی سے جایا کرتے اور حضرت اس سے استنجا کرتے۔ اور قبل اس کے دو حدیثین مذکور ہوچکین جن سے معلوم ہوا کہ عموم عذاب قبر اسی وجہ سے ہے کہ لوگ استنزاہ نہین کرتے یعنی انکی طہارت کی پرواہ نہین کرتے۔ تو اب غور کرنا چاہیے کہ حضرت عمر نے جو مخالفت نص صریح رسول اللہ سے اپنی امت کے لیے عذاب قبر کا دروازہ کشادہ کیا یا نہین؟ اور اسپر عمل کرنیوالے جن مین الجماعہ تمام و کمال شریک ہین عامل برسنت رسول ہین یا برسنت عمر کیونکہ حضرت شاہ ولی اللہ نے تصریح کر دی ہے کوئی حدیث نبوی اس بارے مین نہین ہے بجز فعل عمر کے۔

۲) ابن حجر کا یہ قول ولا استدلال بہ علی غسل البول واضح لکن ثبتت الرخصۃ فی حق المستجمر کہ اگرچہ اس حدیث سے استدلال کرنا غسل بول پر واضح ہے مگر مستجمر (کلوخ لینے والے) کے حق مین رخصت ثابت ہے کسقدر یہ خلاف انصاف ہے کیونکہ کوئی حدیث صحیح بخاری مین یا اور کہین اس بارے مین نہین وارد ہے کہ حضرت نے بول کی طہارت مین استنجا کیا ہو پھر رخصت یعنی اجازت کہان سے ثابت ہوئی۔ اگر مراد رخصت سے یہ ہے کہ فعل عمر نے انکی رخصت دی تو صحیح ہے مگر یہ اول نزاع ہے کہ بجز خدا اور رسول کسی کے فعل کو احکام شرعی مین دخل ہے یا نہین جسکا جواب اہلسنت ہمیشہ یہی دیتے ہین کہ جواز و حرمت کسی چیز کی بجز حکم خدا اور رسول اور کسی سے نہین ہوسکتی پھر اس کلوخ کو کیا عزت ہے جو فعل عمر سے اسکا جواز ثابت ہو جائے۔ زیادہ تر تعجب تو اسپر ہے کہ یہی ابن حجر اس درجہ امام بخاری کے مقلد ہین کہ بحث وضو مین

صرف اسی وجہ سے کہ امام بخاری نے حدیث ابن عمرو ویل للاعقاب من النار سے استنباط کیا تھا کہ غسل قدمین کرنا چاہیے نہ مسح رجلین۔ نص صریح کتاب و سنت کو رد کر دیا اور بہ تبعیت استنباط بخاری غسل کے قائل ہوئے[1] مگر نہ معلوم یہان امام بخاری نے کیا قصور کیا جو ابن حجر صاحب نے صرف رد حدیث نبوی ہی پر نہین اکتفا کی بلکہ استدلال امام بخاری کو بھی رد کر دیا حالانکہ انھون نے تین حدیثین اس بارہ مین لکھین اور سب کی نسبت ابن حجر صاحب اقرار کرتے ہین والاستدلال به علی غسل البول واضح تو اب بجز اسکے کیا کہا جا سکتا ہے کہ چونکہ بحث ہذا مین خدا اور امام بخاری مین اختلاف تھا اس لیے حمایت استاد بخاری فرض تھی اور مسئلہ کلوخ مین چونکہ حضرت عمر اور امام بخاری مین اختلاف تھا اس لیے حمایت خلیفہ ضروری سمجھی گئی کہ کسی طرح انکا ایجادی کلوخ جاری رہے اہل حدیث ان احادیث کو دیکھکر کے تارک نہو جائین بدعت نہ سمجھنے لگین۔ اسیوجہ سے اُسکے بارے مین رخصت کا دعوے کر بیٹھے۔ اُس سے بھی زیادہ عجیب یہ تاویل ہے کہ کہا فیستدل به علی وجوب غسل ما انتشر علی المحل کہ اس حدیث سے استدلال کیا جائیگا اُس پیشاب کے غسل پر جو منتشر ہو جاے اپنے محل سے۔ کیونکہ تینون حدیثون مین کوئی لفظ اسپر نہین دلالت کرتا کہ یہ طہارت انتشار علی المحل سے متعلق ہے اور چونکہ کوئی حدیث معارض اسکی نہین ہے جیسا کہ شاہ ولی اللہ نے تصریح کی تو کوئی ضرورت بھی اس تاویل کی نہ رہی کیونکہ دوسری حدیث مین اسکی تصریح موجود ہے کہ آنحضرت جب حاجت کے لیے تشریف لے جاتے تھے تو ہم پانی لے جاتے تھے جس سے معلوم ہوا کہ ہمیشہ استنجا آپ کا

---

[1] دیکھو رسالہ الوضو صفحہ

پانی سے ہوتا تھا اور آپ پانی سے طہارت کرتے تھے یعنی دھوتے تھے تو کیا حضرت کی نسبت کوئی خیال کرسکتا ہے کہ ہر دفعہ آپکو انتشار علی المحل پیش آتا تھا۔ اور کیا انس ابن مالک وغیرہ بھی اس بات سے مطلع تھے جو ہر دفعہ پانی لے جایا کرتے تھے۔

افسوس ہزار افسوس کہ یہ لوگ خود ہی ان حدیثون کو بھی نقل کرتے ہین جسمین حضرت نے اسکی تصریح کی کہ عامہ عذاب قبر اسی وجہ سے ہو کہ وہ لوگ پیشاب سے احتراز نہین کرتے اور خود ہی یہ بھی لکھتے ہین کہ حضرت ہمیشہ بول کی طہارت پانی سے کرتے۔ مگر صرف تائید فعل عمر کے لیے سب حدیثون کو رد کرکے یا تاویل کرکے عذاب قبر کو قبول کرتے ہین اس سے بڑھکر اور کون سی دلیل اسکی ہوتی ہے کہ اصلی مذہب انکا اتباع عمر ہی نہ اتباع خدا و رسول۔

مولوی عبدالحی صاحب نے تو اور بھی کمال کیا کہ اسکی تصریح کرکے کہ کلوخ کا لینا کسی حدیث صریح سے ثابت نہین فعل عمری کے لیے ایک نئی تاویل سوجھی کہ حاشیہ شرح وقایہ مین لکھتے ہین واما قبل البول فالغسل بالماء ثابت بھذہ الروایۃ واما استعمال الحجر فیہ فلم اطلع علی حدیث صریح یدل علیہ ان النبی فعلہ نعم یفھم ذلک من روایۃ ابن ماجہ التی ذکرناھا آنفا فانہ یعلم منہ ان موضع استنجائہ کان[1] غیر موضع قضاء حاجتہ وکان یکتفی ھناک بالاحجار ویغسل فی موضع آخر ویعلم منہ انہ کان یستعمل بعد البول ایضا حجرا او ترابا ونحو ذلک والا لزم تلوث النجاسۃ ثم ثبت ذلک صریحا عن عمر انہ کان یبول ویمسح ذکرہ بحجر او تراب

---

[1] مولوی عبدالحی صاحب کی ادبیت اور عربیت اس تقریر مین قابل غور ہے کہ کس درجہ عالیہ پر فائز تھے ۱۲

لم یمسه الماء ص ۵۵ شرح الوقایه

یعنی پیشاب کے بارے مین تو طہارت کرنا پانی سے ثابت ہے کہ پانی ہی سے پاک کرنا چاہیے اور ایسے ایسے موقع پر کلوخ لینا کسی حدیث صریح رسول اللہ سے نہین ثابت ہے کہ حضرت نے کبھی کلوخ لیا ہو۔ ہان ابن ماجہ کی روایت سے جسے ابھی ہمنے ذکر کیا یہ سمجھا جاتا ہے کہ حضرت کے استنجا کی جگہ اور تھی اور پاخانہ پھرنے کی دوسری جگہ تو وہان (جہان پاخانہ پھرتے) ڈھیلون پر اکتفا کرتے (کلوخ لیتے) اور یہان آکر دھو یا کرتے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ حضرت بعد پیشاب کے بھی پتھر یا خاک وغیرہ کا استعمال کرتے تھے (کلوخ لیتے تھے) ورنہ نجاست کا زیادہ ہونا لازم آتا ہے۔ ہان ابن **عمر** کا یہ **فعل البتہ بصراحت ثابت ہے** کہ وہ پیشاب کرکے کلوخ لیتے یا خاک ڈال دیتے اور اسکے بعد پانی سے نہین دھوتے۔

اس تقریر سے صاف معلوم ہوا کہ مولوی صاحب اسکی کوشش کر رہے ہین کہ **کلوخ** کی ایجاد کا سہرہ حضرت عمر ہی تک محدود نہ رہے۔ بلکہ رسول اللہ بھی ان کے شریک کیے جائین حالانکہ بصراحت خود لکھ چکے ہین کہ کوئی حدیث صریح اس بارہ مین نہین۔ پھر یہ تحریف کیونکر چل سکتی ہے؟ اور خود شاہ ولی اللہ صاحب نے اسے مذہب عمری مین لکھا ہے۔

اب اس حدیث ابن ماجہ کو دیکھیے جسکے مطلب سمجھنے مین آپ یہ خوش فہمی دکھا رہے ہین وھی سنن ابن ماجہ عن عائشة ما رأيت رسول اللہ صلعم خرج قط من غائط الا مس ماء یعنی سنن ابن ماجہ مین عائشہ سے روایت ہے کہ کبھی نہ دیکھا مین نے رسول اللہ کو پاخانہ سے نکلتے ہوئے بے آبدست کیے پانی سے۔ اب خدا کے واسطے ہمکو کوئی یہ بتاے کہ اس حدیث مین کہان اسکا ذکر ہے کہ پاخانہ اور جگہ پھرتے اور آبدست دوسری

لگ لیتے تھے جس سے دو مقام علیحدہ علیحدہ ہوجاتے جیسا کہ آج کل بھی گنواروں میں جاری ہے کہ پاخانہ کہیں پھر کسی گڑھے وغیرہ پر جاکر آبدست لے لیتے ہیں۔ کیا مولوی صاحب نے اشرف المرسلین کی یہی شان سمجھی ہے؟

مولوی صاحب کی یہ خوش فہمی اسوجہ سے پیدا ہوئی کہ الاصلا ؟ کو بعد خروج سمجھے کہ حضرت پاخانہ سے جب نکل آتے تھے تب آبدست لیتے تھے۔ حالانکہ حضرت عائشہ یہ بیان کرتی ہیں کہ کبھی بغیر آبدست کئے ہوئے آپ کو پاخانہ سے باہر آتے میں نے نہیں دیکھا نہ یہ کہ حضرت پاخانہ سے باہر آکر کسی دوسرے مقام پر آبدست لیتے ہوں؟

بریں عقل و دانش بباید گریست

زیادہ تر افسوس تو اسکا ہے کہ خود اسکے بعد یہ روایت کرتے ہیں۔ **فی الصحیحین عن انس کان رسول اللہ یدخل خلاء فاحمل انا وغلام معی اداوۃ من ماء فیستنجی بالماء** کہ حضرت جب پاخانہ تشریف لیجاتے تو ہم لوگ ظرف آب لیجاتے جس سے آپ استنجا کرتے جس سے بصراحت ثابت ہو کہ وہی پانی پہونچایا جاتا۔ برخلاف اسکے یہ تجویز کرنا کہ آپ دوسری جگہ جاکر آبدست لیتے کس درجہ کی تحریف ہے اور اسپر یہ کہنا کہ یہاں حضرت کلوخ لیا کرتے کس درجہ کی ایمانداری ہے حالانکہ کسی لفظ سے اسکا وجود نہیں پایا جاتا کیونکہ بفرض محال اگر پاخانہ کی جگہ اور تھی اور آبدست لینے کی اور تو اس سے کلوخ لینا کہاں سے نکلا کیونکہ خوف نجاست کا احتمال تو اسوقت ہوتا ہے کہ کسی کو عارضہ سلسل البول ہو یا ذرا دیر لگا کر پاخانہ رکے نہ پیشاب۔ اسپر یہ غضب کی حتمی بات کہ یستنجی بعد البول ایضا بحجر او مدر کیا کھلا ہوا اتہام ہے کیونکہ یہاں بطور حتم و جزم دعوی کیا کہ حضرت بعد پیشاب کے کلوخ لیا کرتے اور شرح میں کہ [illegible]

کوئی حدیث صریح اس مادہ مین نہین ہے اور شاہ ولی اللہ صاحب بھی نفی کلی کر رہے ہین اور خود حدیث مین بھی کوئی لفظ ایسا نہین ہے جس سے یہ سمجھا جاوے خاص مین پیشاب ہی کا ذکر ہے۔ پھر بطرز افراد ابہام اسکو کیا کہہ سکتے ہین کہ جواز فعل عمری کے لیے حضرت پر یہ ظلم کیا گیا حالانکہ حضرت عائشہ کی اس روایت نے کہ بغیر آبدست کیے آپ پاخانہ سے باہر نہ آتے اس احتمال کو بالکلیہ قطع کر دیا کہ کبھی آپ نے کلوخ لیا ہو۔ کیونکہ اس روایت کے صریح مطلب تو یہی ہین کہ کبھی ایسا ہوا ہی نہین کہ آپ نے پانی سے آبدست نہ لیا ہو جس سے نفی کلی ہو گئی کلوخ لینے کی چہ جائیکہ انہی روایت سے کلوخ لینے کا اثبات کیا جاوے اور اگر ان سب سے بھی قطع نظر کیا جاوے تو مولوی صاحب کو کوئی فائدہ نہین کیونکہ اسکا تو ان کو اقرار بھی ہے کہ اگر بفرض محال کلوخ بھی لیتے تو اسکی طہارت پھر پانی سے کر لیتے۔ پس کیا نفع ہوا کیونکہ وہ کلوخ اگر کافی ہوتا تو پھر حضرت اسکی طہارت پانی سے کیون کرتے جو مذہب حضرت عمر تھا اور اہل سنت مین جاری و ساری ہے کہ پانی رہتے ہوئے بھی وہ کلوخ ہی لیتے ہین اور اسکو مطہر اور پاک کرنے والا سمجھتے ہین حالانکہ انس والی روایت وغیرہ مین بھی بصراحت مذکور ہے کہ ہم ہمیشہ پانی لیجایا کرتے تھے آبدست کے لیے اور اسی کی موید وہ روایت بھی ہے جسے مولوی صاحب جامع ترمذی و مسند احمد و مسند بیہقی و مسند بزاز و مصنف ابن ابی شیبہ وغیرہ سے نقل کرتے ہین عن عائشۃ قالت للنساء مرن ازواجکن ان یغتسلوا اثر الغائط والبول بالماء فان رسول اللہ صلعم کان یفعله وانا استحی منهم جس سے معلوم ہوا کہ حضرت عائشہ حکم دیتی ہین عورتون کو کہ اپنے شوہرون سے کہین کہ وہ پاخانہ اور پیشاب کو پانی سے دھویا کرین کہ رسول اللہ یون ہی کرتے تھے۔

ان نصوص صریحہ کو دیکھکر بھی مولوی صاحب اسی فکر مین ہین کہ حضرت عمرؓ کے کلوخ کو فعل رسول ثابت کرین نہایت عجیب ہے۔

بہر حال جب خود شاہ ولی اللہ نے اقرار کیا ہے کہ کوئی حدیث مرفوع نہین ہے اس بارے مین بلکہ صرف فعل عمرؓ سے ثابت ہے اسلئے مذہب عمری مین اسکو لکھا ہے اور خود مولوی صاحب نے بھی اقرار کیا کہ کوئی حدیث صریح اس بارے مین نہین ہے تو محض ان کی ذاتی اور شخصی سمجھ سے کیونکر حضرت کا کلوخ لینا ثابت ہو سکتا ہے حالانکہ بتصریح اہل سنت ثابت ہے کہ خود صحابہ کی محض فہم اور سمجھ سے استدلال نہین ہو سکتا وہ حجت نہین۔

افسوس ہے کہ حضرات اہل سنت صرف مخالفت خدا و رسول ہی پر نہین اکتفا کرتے بلکہ اس پر یہ ترقی بھی کرتے ہین کہ خود حضرتؐ کو اپنی ایجاد کردہ شریعت کا تابع زبردستی بنانا چاہتے ہین جو صریحی مخالفت خدا و رسول ہے۔

بہر حال ہر خاص و عام ان کے اہتمام و پابندی کلوخ سے یہی گمان کریگا کہ یہ لوگ ایسے **پابند سنت** ہین کہ بلا خیال و شرم و حیا از خلائق وہ بات کر رہے ہین جس سے دیکھنے والے اپنی آنکھین بند کر لین۔ اور اگر بات چیت کی بھی ضرورت ہو تو منھ پھیر کر باتین کرین۔ مگر اب پردہ فاش ہو گیا اور سب کو معلوم ہوا کہ سنت رسول نہین ہے بلکہ سنت عمری ہے جس کی اس طرح تعمیل کی جا رہی ہے۔ کہ آیندہ و روندہ کا خیال ہے نہ ...... کا کیونکہ سنت رسول تو معلوم ہوتی ہے کہ **پیشاب کی طہارت پانی** سے کی جائے نہ بخاک و کلوخ جس کے بارے مین کوئی حدیث نہین۔

اب اس کلوخ لینے کی ترکیب بھی سن لیجیے کہ ہدایہ و شرح وقایہ و دیگر

کتب معتبرہ مذہب اہل سنت مین اسکی ترکیب نہین لکھی ہے کہ پیشاب مین کس طرح کلوخ لیا جاے مگر مولوی عبدالحی صاحب اس کلوخ پر ایسا فریفتہ ہین کہ حاشیہ شرح وقایہ مین لکھتے ہین وھذا الاستنجاء من الغائط و ذکر الزاھدی کیفیتہ من البول ان یاخذہ بشمالہ ویمرہ علی جدار او حجر او مدر وذکر الشرنبلالی انہ یلزم الرجل الاستبراء حتی یزول اثر البول ویطمئن قلبہ اما بمشی او تنحنح او ضرب رجل وفی المقدمۃ الغزنویۃ یفعل المرأۃ کما یفعل الرجل الا انہ لا استبراء علیھا بل کما فرغت من البول والغائط تصبر ساعۃ لطیفۃ ثم تمسح قبلھا ودبرھا بالاحجار ثم تستنجی بالماء انتہی صفحہ ۱۵۲ یعنی جو حکم استنجا کا شرح وقایہ مین مذکور ہے وہ پاخانہ سے متعلق ہے پیشاب کے کلوخ کی کیفیت زاہدی نے یہ لکھی ہے کہ بائین ہاتھ سے پکڑ کر دیوار پر پتھر یا ڈھیلے پر رگڑین گے اور شرنبلالی نے لکھا ہے کہ مرد کو چاہیے بعد بول استبرا کرے جس سے اثر بول جاتا رہے اور قلب اسکا مطمئن ہو جاوے ٹہل کر یا تنحنح کرکے یا اور کسی طرح اور مقدمہ غزنویہ مین ہے کہ عورتین بھی اسی طرح کلوخ لین جیسا کہ مرد لیتے ہین استبرا کی ضرورت نہین پیشاب کرکے تھوڑی دیر ٹھہر جائین اسکے بعد قبل و دبر کو پتھر کے ٹکڑون سے صاف کرین

سلہ اسکا ترجمہ یہ ہو کہ پہلا ڈھیلا پیچھے سے لاوے اور دوسرا آگے سے اور تیسرا پیچھے سے گرمی کے زمانہ مین اور آگے سے لاوے۔ پہلا اور تیسرا جاڑے کے دنون مین کیونکہ گرمیون مین خصیتین لٹکے رہتے ہین پیچھے کی طرف آگے سے لانے مین خوف تلوث نجاست ہو پھر آگے سے لانا اور دوسرا پیچھے سے لانا مبالغہ ہے طہارت مین اور جاڑے کے دنون مین چونکہ یہ نہین ہوتا اسلئے [illegible] ضرورت نہین اور عورتون کو ہمیشہ پیچھے ہی سے لانا چاہیے جاڑہ گرمی مین [illegible] مین شرح وقایہ صفحہ ۱۵۲

اسکے بعد کلوخ لیں ۔

چونکہ حضرت عمر کی سنت یہ بھی تھی کہ کھڑے ہو کر پیشاب کیا کرتے جیسا کہ ازالۃ الخفا میں عن[سلہ] عمر قال رانی النبی ابول قائما فقال یا عمر لا تبل قائما ص ۲۴

اسوجہ سے تو مردوں کو اسکی تعمیل ممکن ہے کہ دیوار کو شرف کلوخ سے مشرف کریں مگر عورتیں اس سنت کی کیونکر تعمیل کرینگی ۔ بجز اسکے کہ زنانہ پاخانوں میں مخروطی شکل کی دیوار بنائی جائے جس سے اس سنت کی تعمیل ہو سکے اگر وہ حضرات جو کلوخ لیتے ہیں خلیفہ دوم کی اس سنت پر عمل کرتے کہ پاخانہ کی دیواروں کو یہ عزت دیتے رہتے تو شاید اسقدر انبار لگانے کی ضرورت نہوتی جس سے صاف ستھرے پاخانہ جنپر گچ کاری ہوئی رہتی ہے جو تر بتر رہتا ہے ان کلوخوں کے سبب ایسے گندہ ہوتے ہیں کہ ہر قدم پر آدمی ٹھوکریں کھاتا ہے ۔

ہاں ہاں خوب یاد آیا جس کتاب زاہدی سے مولوی عبدالحی صاحب نے کلوخ لینے کی ترکیب نقل کی ہے خود اسی مقدمہ حاشیہ شرح وقایہ میں غیر معتبر بھی بتاتے ہیں مگر اس کلوخ کو وہ عزت ہی کہ غیر معتبر کتابوں سے بھی انکو سند لانا ہوا مولوی صاحب ممدوح عمدۃ الرعایہ میں لکھتے ہیں ومنہا تصانیف نجم الدین مختار بن محمود بن محمد الزاہدی معتزلی الاعتقاد حنفی الفروع المتوفی سنہ ۶۵۸ کالقنیہ والحاوی والمجتبی شرح مختصر القدوری و زاد الائمہ وغیر ذلک فقد قال فی تنقیح الفتاوی الحامدیہ

[سلہ] تعجب ہی باوصفیکہ رسول اللہ نے تصریح تمام خود حضرت عمر کو کھڑے ہو کر پیشاب کرنے کو منع کیا ۔ مگر اسپر بھی شاہ صاحب اسکو مذہب عمری میں لکھتے ہیں جس سے معلوم ہوا کہ وہ اپنے مذہب سے باز نہ آئے اپنے اوسی مذہب قدیم پر قائم رہے کہ پیشاب کھڑے کھڑے کرنا چاہیے ۱۲ منہ

نقل الزاهدی لا یعارض نقل المعتبر النعمانیہ فانہ ذکر ابن وهبان انہ لا یلتفت الی ما نقلہ صاحب القنیۃ مخالفا للقواعد ما لم یعضد نقل من غیرہ ومثلہ فی النهایۃ ایضا انتہی وفیہ ایضا فی مواضع اخر الحاوی للزاهدی مشہور بنقل الروایات الضعیفۃ ص۱۲

مسلمانو! اب یہان تم ان روایتون کو پھر سے پڑھو جو رسول اللہ سے اس بارے مین منقول ہوئین اور حضرت عائشہ نے تمام عورتون سے بیان کیا کہ ہم مارے شرم کے نہین کہہ سکتے تم اپنے شوہرون کو سمجھاو۔

ان سب پر بالاتر یہ ہے کہ پیشاب کے کلوخ مین تو اسقدر کد ہے کہ پانی رہتے ہوے کلوخ لیتے ہین بلکہ بغیر کلوخ کے طہارت ہی نہین ہوتی اور برخلاف اسکے پائخانہ مین کلوخ لینے کی کوئی پروا نہین حالانکہ پائخانہ کی طہارت کلوخ وغیرہ سے ایسی یقینی ہے کہ باتفاق فریقین سنت رسول سے ثابت ہے۔ یہانتک کہ بعض صحابہ نے تو مدت العمر مین ایکدفعہ بھی پانی کا استعمال آبدست مین نہ کیا ہمیشہ ڈھیلون اور پتھرون سے کام چلاتے رہے جیسا کہ حافظ ابن حجر لکھتے ہین۔

وقد روی ابن ابی شیبۃ باسانید صحیحۃ عن حذیفۃ بن الیمان انہ سئل عن الاستنجاء بالماء فقال اذا لا یزال فی یدی نتن وعن نافع ان ابن عمر کان لا یستنجی بالماء وعن ابن الزبیر قال ما کنا نفعلہ ونقل ابن التین عن مالک انہ انکر ان یکون النبی ص استنجی بالماء وعن ابن حبیب من المالکیۃ انہ منع الاستنجاء بالماء لانہ مطعوم۔ فتح الباری ص۱۲۱

ابن ابی شیبہ نے صحیح سندون سے روایت کی ہے حذیفہ بن الیمان سے کہ کسی نے سوال کیا پانی سے آبدست لینے کے بارے مین تو جواب دیا اگر

پانی سے آبدست لون تو کبھی ہاتھ سے بدبو نہ جائے ۔ اور نافع روایت کرتے ہین کہ ابن عمر کبھی پانی سے آبدست نہ لیتے تھے اور ابن الزبیر کا بیان ہے کہ کبھی ہم لوگ پانی سے آبدست نہ لیتے اور ابن التین ناقل ہین امام مالک سے کہ وہ اسکا انکار کرتے ہین کہ کبھی حضرت نے آبدست پانی سے لیا ہو اور ابن حبیب سے روایت ہے جو مالکی ہے کہ پانی سے آبدست کرنا منع ہے کیونکہ پانی مطعوم ہے پینے کی چیز ہے بلکہ یہانتک ترقی کی گئی ہے کہ رسول اللہ نے اور تمام صحابہ کیطرف اسکی نسبت کر دی تھی کہ کبھی نہ لیتے جیسا کہ حاشیہ ہدایہ مین ہے سئل الحسن البصری عن الاستنجاء بالماء فقال ست ۔ فقیل له کیف ورسول الله والخلفاء من الصحابة فقد ترکوه فقال انهم کانوا یبعرون بعرا وانتم تثلطون ثلطا صفحہ ۳۳

خوشا قسمت اہلسنت کہ ایسے ایسے صحابی لطیف الطبع ان کے دین و ایمان کے مقتدا ہین جنھون نے کبھی آبدست ہی نہین لیا ۔ پھر کیون نہ ایسی نازک خیالیان سوجھین ۔ کہ خدا تو وضو مین پیر پر مسح کرنے کا حکم دے اور یہ لوگ اسکا غسل کرین ۔ اور پیشاب مین خدا و رسول بالخصوص پانی سے طہارت کا حکم دے اور یہ لوگ بہ تبعیت خلیفہ دوم صرف دیوار پر گھس دین یا کلوخ لینے کو کافی سمجھین بلکہ ضروری اور اسکو اس طرح برتین کہ نہ شرم باقی رہے نہ حیا ۔ اور اسپر دعوی کرین اتباع سنت کا ۔ اور پاخانہ مین اس طرح سنت کی مخالفت کی جائے کہ کبھی بھولے سے بھی کلوخ نہ لین حالانکہ ابن عمر و ابن الزبیر اسطرح اسکے پابند ہون کہ مدت العمر آبدست نہ کرین ۔ اب بجز اسکے کیا کہا جا سکتا ہے کہ یہ لوگ اصل مین اہل سنت عمری ہین کہ انھین بدعتون کے پابند ہین جسکے موجد حضرت عمر تھے اور وہی افعال انکے سنت کے جاتے ہین

بنا چنانچہ آپ نے ملاحظہ کیا کہ پاخانہ کا کلوخ چونکہ سنت رسول سے ثابت ہے لہذا یہاں اختلاف ہوا۔ بخلاف حضرت عمر والے کلوخ کے پیشاب میں کہ کسی نے اسمین نہ اختلاف کیا یہانتک کہ اہل حدیث نے بھی اسپر کوئی اعتراض نہ کیا حالانکہ بہت سے مسائل مین ائمہ اربعہ کی مخالفت کرتے ہین۔

تنبیہ

اگر کوئی یہ شبہہ کرے کہ زمین یا خاک بھی تو مطہر ہے۔ پھر پیشاب کو کیون غیر پاک کرے گی۔ تو اگرچہ اس شبہہ کی اب گنجائش نہین رہی کیونکہ جب بحکم ما اتیکم الرسول فخذوہ ولا ہم اسکے محکوم ہین کہ جو حکم حضرت دین اسکی تعمیل کرین خواہ وہ حکم حضرت کے قول سے ثابت ہو خواہ تقریر سے۔ نہ اپنے دل سے تو ضرور کی ہوا کہ جو قاعدہ پیشاب کی طہارت کا حضرت نے مقرر کیا ہے کہ پانی سے اسکی طہارت کرین۔ اسکی پیروی کرنا چاہیے نہ اپنی خواہش کی۔ تاہم واضح ہو کہ اصل طہر پانی ہے جیسا کہ امام شوکانی فرماتے ہین۔ والماء ہو الاصل فی التطہیر فلا یقوم غیرہ مقامہ الا باذن من الشارع نواب صدیق حسن خان اسکی شرح مین لکھتے ہین۔

لان کون الاصل فی التطہیر ہو الماء قد وصف بذلک فی الکتاب والسنۃ مطلقا غیر مقید بل قولہ الماء طہور یرشد الی ما ذکرنا ارشادا یشہد بہ قواعد علم المعانی وعلم الاصول فاذا ثبت عن الشارع ان تطہیر شئی من المتنجسات یکون بغیر الماء کمسح النعل بالارض ونحو ذلک کان الماء غیر متعین فی تطہیر تلک النجاسۃ بخصوصہا وتعینہ فیما عداہا وہذا ہو الحق ۱۲ مختصر

یعنی طہارت مین اصل شئے پانی ہے دوسری چیز اسکے قائم مقام نہین ہو سکتی

مگر باذن شارع کیونکہ کتاب وسنت مین پانی کو بلا کسی قید کے مطہر کہا ہے بلکہ حضرت کا قول الماء طہور۔ صاف تر اسکو بتا رہا ہے پس جب شارع سے کسی چیز کا طاہر ہونا پانی کے سوا اور کسی چیز سے ثابت ہوگی تو البتہ اسکی طہارت اسی طرح ہو سکتی ہے جیسا کہ جوتے کے تلے کے بارے مین ہے کہ زمین کے گھسنے سے پاک ہو جاتا ہے اسکے سوا اور جتنی نجاستین ایسی ہین کہ اُنکا مطہر کوئی خاص نہین بیان کیا گیا ہے وہ سب پانی سے پاک ہوگا۔

پس جب یہ عام قاعدہ مقرر ہے تو اب دیکھنا چاہیے کہ پیشاب کے بارے مین کیا حکم ہے؟ کتاب وسنت کے احکام تو مذکور ہوئے کہ اوسکی طہارت صرف پانی سے ہوتی ہے۔ مگر مخالفت اُن سب کے حضرت عمر نے دیوار پتھر کو بھی پیشاب کا پاک کرنے والا قرار دیا **تو اب مسلمانون کو اختیار ہے جس کی چاہین پیروی کرین** لطف تو یہ ہے۔ کہ امام ابوحنیفہ پیشاب کو نجاسات[ط] غلیظہ شمار کرتے ہین جس کی طہارت بغیر پانی کے نہین ہو سکتی حتی کہ کپڑے مین اگر پیشاب لگا ہو اور وہ خشک ہو جاوے تو بغیر دھوے طاہر نہین ہو سکتا (دیکھو ہدایہ) اور اہل حدیث کے یہان تو زمین پر بھی اگر پیشاب پڑ جاوے تو پانی اُس کا مطہر ہے **مگر حضرت عمر کا کلوخ ایسا مطہر ہے** کہ ان سب نصوص صریحہ کتاب وسنت کو بالاے طاق رکھکر پیشاب کو طاہر کر دیتا ہے اور بغیر کسی خیال کے اُسی طہارت خاکی سے نماز پڑھی جاتی ہے اور اتنی توفیق نہین ہوتی کہ مطابق حکم خدا ورسول پانی سے تو اُسکو پاک کر لین حالانکہ احادیث سابقہ سے معلوم ہو چکا کہ اس کی وجہ سے بالخصوص عذاب قبر ہوتا ہے۔

[ط] وقدر الدرہم وما دونہ من النجس المغلظ کالدم والبول والخمر الخ

یہ بھی سمجھ رکھیئے کہ شارع کی تاکید طہارت بول میں کیوں زیادہ ہے اسکی وجہ یہ ہے کہ کفار و مشرکین عام طور پر اسکو نجس نہیں جانتے بخلاف پائخانہ کے جس سے نفرت و استکراہ طبعی ہے اسی وجہ سے زیادہ اہتمام کیا گیا پیشاب کی طہارت میں جو رقیق مثل پانی کے ہوتا ہے۔ اور غیر پابندان مذہب اسکو لائق اعتنا بھی نہیں جانتے۔ اسی وجہ سے اسکی زیادہ اہتمام کیا گیا اور اسکا مطہر بجز پانی کے اور کوئی چیز نہیں۔ بخلاف پائخانہ کے کہ وہ غلیظ القوام ہے اسکا مطہر شے غلیظ ہو سکتا ہے جیسا کہ ہدایہ میں بھی اسکی تصریح مذکور ہے چنانچہ موزہ وغیرہ کی طہارت میں ہے وفی الرطب لا یجوز حتی یغسلہ لان المسح بالارض یکثرہ ولا یطہرہ کہ اگر جوتہ میں تر نجاست لگ جائے تو زمین پر گھسنے سے نہیں پاک ہوگا کیونکہ زمین اسی نجاست کو بڑھا دے گی نہ کہ اسکو طاہر کرے۔ پس ثابت ہے کہ جوتہ کی تر نجاست تو زمین پر گھسنے سے نہ پاک ہو اور پیشاب کی نجاست مقام پیشاب کے رگڑنے سے زمین پر دیوار پر پاک ہو جائے پھر اسی ہدایہ میں ہے فان اصابہ بول فیبس لم یجز حتی یغسلہ یعنی اگر جوتہ پر پیشاب پڑ جائے اور خشک بھی ہو جائے تو نہ طاہر ہوگا جب تک دھو یا نجائے۔

بہر حال چونکہ مقصود اصلی یہاں اسیقدر ہے کہ کلوخ لینا اصل نا جائز ہے اور سنت رسول اللہ یہی ہے کہ اسکی طہارت پانی سے کی جائے لہذا علاوہ احادیث مذکورہ بالا دو چار حدیثیں اور خاص صحیح بخاری کی لکھی جاتی ہیں۔ باب الاستنجاء بالماء قال سمعت عن انس بن مالک یقول کان النبی صلعم اذا خرج لحاجتہ اجیء انا وغلام معنا اداوۃ من ماء یعنی یستنجی بہ۔ باب من حمل الماء لطہورہ و قال ابو الدرداء الیس فیکم صاحب النعلین والطہور والوسادۃ

حدثنا سليمان بن حرب قال سمعت انسا يقول كان النبی اذا خرج لحاجته تبعت انا وغلام معنا اداوة من ماء۔ باب حمل العنزة مع الماء فی الاستنجاء حدثنا محمد بن بشار سمع انس بن مالك يقول كان رسول الله يدخل الخلاء فاحمل انا و غلام اداوة من ماء يستنجی بالماء تابعه النضر وشاذان عن شعبه صفحت فتح الباری یہ تین حدیثیں ہیں ان میں بصراحت تمام مذکور ہے کہ حضرت جب حاجت میں پیشاب یا پاخانہ کے لیے تشریف لے جاتے تو ہم (انس) اور ایک غلام پانی کا ظرف لیجاتے جس سے حضرت استنجا کرتے اور ظاہر ہے کہ پاخانہ کے ساتھ آدمی پیشاب بھی ضرور کرتا ہے اور لفظ حاجت عام ہے۔ تو معلوم ہوا حضرت کا یہی دستور تھا۔ اب انکی مخالفت کرکے کلوخ لینا کس درجہ مخالفت سنت کرنا ہے۔ اسکے بعد بخاری صاحب نے ایک باب اس کا قرار دیا ہے باب لا یمسک ذکرہ بیمینہ اذا بال اور اس میں یہ حدیث لکھی ہے عن النبی قال اذا بال احدکم فلا یاخذن ذکرہ بیمینہ ولا یستنجی بیمینہ ولا یتنفس فی الاناء مطلب کہ حضرت نے فرمایا جب تم میں سے کوئی شخص پیشاب کرے تو داہنے ہاتھ سے نہ ذکر کو پکڑے اور نہ داہنے ہاتھ سے آبدست لے اور نہ برتن میں پھونکے۔ اس سے بھی وہی حکم طہارت آب نکلا کیونکہ برتن میں پھونکنا اسیوقت ہوگا جب برتن بھی ہو۔ ورنہ اگر کلوخ سے کام لیا جاوے تو کہاں یہ حکم جاری ہو سکتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ حافظ ابن حجر اسکی شرح میں لکھتے ہیں ویحتمل ان یکون الحکمة فی ذکرہ ھنا ان الغالب من اخلاق المومنین التاسی بافعال النبی صلعم وقد کان اذا بال توضا وثبت انه شرب فضل وضوءه فالمومن بصدد ان یفعل

ذلک فعلہ ادب الشرب مطلقا الاستغفاره والتنفس فلا نام مختص بحالة الشرب كما دل عليه سياق الرواية التي قبله

یعنی ممکن ہے کہ برتن مین پھونکنے کی ممانعت مین بیان یہ حکمت ہو کہ چونکہ غالب اخلاق مومنین سے یہی ہے کہ حضرت کے فعل کی ہر بات مین تاسی کرین اور حضرت کی عادت یہ تھی کہ جب پیشاب کرتے تو اسکے بعد وضو کر لیتے اور یہ بھی ثابت ہو کہ حضرت نے بچا ہوا پانی وضو کا نوش بھی فرمایا۔ پس چونکہ مومنین اس فعل مین بھی حضرت کی تاسی کرینگے اسلئے آداب شرب کو بتا دیا کیونکہ ظرف آب کا پھونکنا اسیوقت مین ہوتا ہو جب آدمی پانی پیتا ہو۔

پس از بسکہ قسمت خلیفہ دوم و تمامی اہل سنت کا اخلاق مومنین سے محروم ہے جنہون نے سنت رسول کی تاسی نکی اور بجاے طہارت آب کے خاک کی طہارت انکو پسند آئی۔ کلوخ لینے کو اپنا شعار بنایا۔ افسوس صد افسوس۔

بہر حال ان فقرون نے کہ جب حضرت پیشاب کرتے تو اس کے بعد وضو کرتے صاف بتا دیا کہ حضرت کی طہارت جب ہوتی تو پانی سے۔ تو اب سنت رسول کو ترک کرکے سنت عمری پر عمل کرنا کون مسلمان قبول کر سکتا ہے۔

بہر حال ان حدیثون سے اہل سنت عموماً اور اہل حدیث خصوصاً سمجھ سکتے ہین کہ خدا و رسول نے اس سنت کے اجرا مین کتنی کوشش کی اور کس طرح سے احکام صادر فرمائے ہین کہ کہین تو ان لوگون کی مدح و ثنا کی جو اس پانی والی طہارت کے عادی تھے اور اپنے فعل و طرز عمل سے تو ہمیشہ حضرت نے یہی ثابت کیا کہ طہارت یون ہی

سلہ اہل سنت اس مین بھی مخالفت کرتے ہین ۱۲

کرنی چاہیے۔ مگر حضرت عمر نے قدیمی سنت مشرکین کو جاری کر کے ان سب احکام رسول ﷺ کو منسوخ کر دیا جس سے عام طور پر بلا اختلاف ان مذہب مین اسنے رواج پایا اور رسول اللہ کی ساری سنت اس مادّہ مین برباد گئی۔

لطف یہ ہے کہ خود حضرت عمرؓ قیاس و رائے کو مخالف سنت کہتے ہین اور ان سب لوگون کو اعدائے دین سے بتاتے ہین مگر خود حضرت عمر کی رائے اور اون کا قیاس ایسا سدِ سکندر ہے کہ کسی طرح ٹوٹتا ہی نہین جبھی تو ان کے قیاس نے رواج عام پایا کہ جیسا پاخانہ مین کلوخ لینا جائز ہو پیشاب مین بھی کلوخ لینا چاہیے۔ اور تمامی اہل سنت نے اس رائے اور قیاس کو ان سے قبول کر لیا اور سنت رسول کا کسی کو خیال نہ رہا اب آخر مین ہم ایک اور حدیث لکھتے ہین جس سے معلوم ہو کہ حضرت کو بول کی طہارت مین کس درجہ اہتمام تھا کتاب مجمع الزوائد مین ہے۔

باب الارتیاد للبول۔ عن ابی ہریرۃؓ قال کان رسول اللہؐ یتبوء لبولہ کما یتبوء لمنزلہ رواہ الطبرانی فی الاوسط وھو من روایۃ یحیی بن عبید بن دجی عن ابیہ ولم ارمن من ذکرھما وبقیہ رجالہ موثقون ملہ

اس حدیث سے ہر شخص نتیجہ نکال سکتا ہے کہ رسول اللہؐ پیشاب کے لیے کس قسم کا اہتمام کرتے تھے اور حضرت عمر نے اوس کو کس طرح مٹایا۔

یہی وجہ ہے کہ جو لوگ سنت رسول کے خاص پیرو تھے وہ ان صحابہ کو

---

[1] ازالۃ الخفا مین خلیفہ دوم کا خطبہ مذکور ہے قال قام عمر ابن الخطاب فی الناس فقال یاایہا الناس الا ان اصحاب الرای اعداء السنۃ الخ۔

جو سنت عمری تھی تھے ان الفاظ سے یاد کیا کرتے جیسا کہ شرح مشارق میں ہے وردہ علیہ وقال ما انصفنی بقول اعرابی یبول علی عقبیہ یعنی جناب امیر نے ایک صحابی کے بارے میں فرمایا میں نہیں سنتا اس اعرابی کے قول کو جو اپنے عقب پر پیشاب کیا کرتا۔ مولوی عبد الحلیم صاحب قمر الاقمار میں اسکی شرح میں لکھتے ہیں۔ کان من عادة العرب الجلوس عقبیا والبول فی مکان جلسوا فیہ اذا احتاجوا الیہ و عدم المبالاة بان یصیب بول اعقابہم وذلک من الجہل وقلة احتیاطہم منہ

اس عبارت سے بدیہۃً یہ بھی معلوم ہوا کہ ان صحابہ کی خلقی عادتوں نے ابھی تک اپنے استقلال کو نہ چھوڑا تھا کیونکہ جس وقت کی یہ حدیث ہے کم سے کم چوبیس پچیس برس رحلت رسول کو گذر چکے تھے مگر وہ عادت نہ چھوٹی جو زمانہ جاہلیت سے پڑی تھی کہ پیشاب کی نجاست کا خیال نہ کریں جہاں بیٹھتے ہوں وہیں پیشاب کر دیں اور اپنی جہالت پر اڑے رہیں جس سے آخر جناب امیر نے ان صحابہ کی حدیث رد کر دی۔

خدا کرے اب سے بھی اہل اسلام حضرت عمر کے اس فعل کو بدعت سمجھیں

ـ٥ فیہ نہی عن الاحتباء فی ثوب واحد ھو ان یضم رجلیہ الی بطنہ بثوب یجمعہا بہ مع ظہرہ ویشدہ علیہا وقد یکون بالیدین وھذا لانہ ربما تحرک او تحرک الثوب فتبدو عورتہ ورایتہ محتبیا بیدہ الاحتباء ان یجلس بحیث یکون رکبتاہ منصوبتین وبطنا قدمیہ موضوعتین علی الارض ویداہ موضوعتین علی ساقیہ صفحہ ۲۳۲ مجمع البحار الانوار گجراتی

جیسا کہ مسئلہ تراویح و مسئلہ طلاق ثلاث میں اُنکی بدعت کا اقرار کیا تاکہ عامی مسلمانوں کو طہارت کی پابندی ہو جس سے نماز و روزہ و دیگر ارکان بھی تو درست ہوں جیسا کہ امام نووی کا قول سابقاً مرقوم ہوا اور شرح ہدایہ میں بصراحت لکھا ہے کہ اس زمانہ میں پانی والی طہارت زیادہ مناسب ہے۔ اگر عقائد مذہبی میں نہیں اتفاق ہوتا تو عمل ظاہری میں تو کل مسلمان متفق ہوں تاکہ غیروں کو معلوم ہو کہ کل مسلمان ایک خدا و رسول کے احکام کے تابع ہیں۔ کیونکہ اب عام طور پر یہ ثابت ہو گئی کہ حضرت عمر موجد بدعت تھے۔ پھر آپ اہل حدیث یا اہل سنت ہو کر کیوں اُن کی بدعتوں کی پیروی کرتے ہیں۔

دیکھیے مولوی وکیل احمد صاحب لکھتے ہیں بعض حضرات نے (مولوی صدیق حسن بھوپالی) تو غضب ہی کیا حضرت عمر کو صاف و صریح خاطی قرار دیا ہے انتقاد الترجیح مسائل عقدہ میں لکھتے ہیں

واما قوله (عمر) نعم البدعة فليس في البدعة ما يمدح بل كل بدعة ضلالة۔

پھر نہایت بیباکی سے حضرت عمر کو مخترع بدعت و ضلالت ٹھہرایا عبارت اُسکی بقدر ضرورت یہاں لکھی جاتی ہے۔

ليس المراد بسنة الخلفاء الا طريقتهم الموافقة بطريقه من جهاد الاعداء وتقوية شعائر الدين ونحوها ومعلوم من قواعد الشريعة ان ليس بخليفة راشد ان يشرع طريقة غير ما كان عليه النبي ثم ان عمر نفسه الخليفة الراشد سمى ما رآه من تجميع صلوته بدعة ولم يقل انها سنة۔

اس تقریر سے صاف ظاہر ہے کہ اس شخص نے (صدیق حسن خان)

ملاحظہ وکیل [illegible] صفحہ ۲۲

جماعت تراویح کو مخالف سرور عالم سمجھ کے اسپر اطلاق سنت کا ناجائز خیال ہے۔ اصباح الحق اصرح صفحہ ۴

پس باوصف ان اقرارون کے اب کیا ضرورت ہے کہ اسی بدعت کی پیروی کی جاے جس سے نہ طہارت حاصل ہو نہ نماز درست ہو اور اسکے علاوہ بدعتی کہلائین حالانکہ دعوی کیا جاتا ہے اتباع سنت کا

وهذا اٰخر الكلام في هذا المقام وليس المقصود الا اشاعة
السنة في اهل الاسلام فانها قد ضاعت واندرست
في تلك الايام واٰخر دعوينا ان الحمد لله
رب العلمين والصلوٰة على سيد المرسلين
واله الطيبين والسلام على من اتبع
الهدى حرره العبد الافقر خادم
الشرع الاطهر السيد

علی اظہر

غفره الله

الاكبر

جمادی الاولی

سنہ ۱۳۲۱ھ

ہجری

حصول الانتقام من الاستنجاء بالماء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

یہ رسالہ مولوی مبارک علی صاحب
اہلحدیث کی تصنیفات سے ہے جو مطبع ہاشمی
دہلی مین ۱۳۰۳ھ مین چھپا تھا بخیال تمام حجت مین
اسکا خلاصہ کر کر شایع کرتا ہون کہ کم سے کم اہل حدیث تو اسپر عمل کرینگے
اس رسالہ مین صرف دو عبارتین نکال دی گئی ہین جو زائد از ضرورت
تھین اسکے سوا نہ ایک حرف بڑھایا گیا ہے نہ گھٹایا
اصل رسالہ یہ ہے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العلمین والعاقبۃ للمتقین والصلوۃ والسلام علی رسولہ الکریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم اما بعد فقیر حقیر سراپا تقصیر سید محمد مبارک علی حجۃ برادران اہل اسلام و متبع سنت خیر الانام کی خدمت مین عرض کرتا ہے کہ درینولا ایک فتوی دربارۂ سنت ڈھیلا لینے بعد پیشاب کے مزین بمواہیر مولوی محمد عثمان میان جی حسین شاہ ولایتی وقاری رحیم بخش و بشارت خان وغیرہ جاری ہوا ہے خلاصہ مضمون فتوی کا یہ ہے کہ بعد پیشاب کے ڈھیلے سے استنجا کرنا سنت ہے اور جو لوگ کہ باتباع رسول الثقلین بعد پیشاب کے پانی سے استنجا کرتے ہین گمراہ ہین اور مثل روافض وغیرہ کے اہل سنت والجماعت سے خارج ہین اور انکے پیچھے ہرگز نماز نہین ہوتی نعوذ باللہ من ذالک الفہم اس فتوی ناصواب کو دیکھکر جو مفتیان بے علم و بے عقل دونون سے بے بہرہ ہین سخت افسوس ہوا اور بیساختہ یہ مصرع زبان پر آیا۔ شعر

برین عقل و دانش بباید گریست

افسوس صد افسوس بدعت کا ایسا زور ہوا ہے کہ سنت کے نام تو لوگ بھلا گئے ہین اور بدعت کا نام سنت ٹھہرا

قال ابو عیسیٰ هذا حدیث حسن صحیح وعلیه العمل عند اهل العلم یعنی امام ابو عیسیٰ ترمذی نے

یہ حدیث حسن صحیح ہے اور اسی پر عمل ہے نزدیک اہل علم کے یختارون الاستنجاء بالماء یعنی استنجا

کرنے میں پسند کرتے ہیں ساتھ پانی کے وان کان الاستنجاء بالحجارة یجزئ عندهم یعنی اگرچہ استنجا

کرنا ساتھ پتھر کے جائز نزدیک ان کے فانهم استحبوا الاستنجاء بالماء پس تحقیق وہ مستحب کہتے

ہیں استنجا ساتھ پانی کے وبه یقول سفیان الثوری وابن المبارک والشافعی واحمد واسحاق

اور ساتھ اسکے قائل ہیں سفیان ثوری اور ابن المبارک اور امام شافعی اور امام احمد اور اسحاق پس

ان مقلد صاحبوں پر نہایت افسوس ہے کہ کیسے اکابر اور بزرگان دین کو یہ لوگ گمراہ بتلاتے ہیں

کیونکہ یہ جملہ بزرگان دین پانی سے استنجا کرتے تھے اور فتوی دیتے جیسا کہ عبارت مذکورہ بالا

ترمذی کی بخوبی ظاہر ہوا اور مسلم شریف میں حضرت عائشہ سے روایت ہے عن عائشة قالت

قال رسول الله صلی الله علیه وسلم عشر من الفطرة قص الشارب واعفاء اللحیة والسواک

واستنشاق الماء وقص الاظفار وغسل البراجم ونتف الابط وحلق العانة وانتقاص الماء

قال زکریا قال مصعب ونسیت العاشرة الا ان تکون المضمضة قال وکیع انتقاص الماء

یعنی الاستنجاء یعنی ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ

وسلم نے فرمایا دس باتیں پیدائشی سنت میں ایک تو مونچھیں کترنا دوسرے داڑھی چھوڑ دینا اور

تیسرے مسواک کرنا چوتھے ناک میں پانی ڈالنا پانچویں ناخون کاٹنا چھٹے پوروں کا دھونا یا اُن

کے اندر اور ناک اور کان کا دھونا ساتویں بغل کے بال اکھیڑنا آٹھویں زیر ناف کے بال لینا

نویں پانی سے استنجا کرنا مصعب نے کہا میں دسویں بات بھول گیا شاید کلی کرنا ہو۔ وکیع نے کہا

انتقاص الماء سے جو حدیث میں وارد ہے استنجا مراد ہے۔ اب ہم امام اعظم صاحب و دیگر علماء حنفیہ کے

اقوال سے استنجا کرنا ساتھ پانی کے افضل ہونا اسکا ثابت کرتے ہیں تاکہ شبہ مخالفت کا دل سے

نکل جاوے مولانا سراج احمد صاحب سرہندی اسی حدیث ترمذی مذکورہ بالا کی شرح میں ارشاد فرماتے

ہیں و نزد امام ابی حنیفه استنجا بآب افضل است در بحر الرائق نوشته است وغسله بالماء افضل ای غسل

المحل بالماء افضل لان فیه قمع النجاسة والحجر مخفف لها فکان الماء اولی کذا ذکر الشارح انتهی

یعنی اور نزدیک امام ابو حنیفہ کے استنجا کرنا ساتھ پانی کے افضل ہے بحر الرائق میں لکھا ہے [illegible]

اگرچہ غیر مقلدون کا قول ہو: جواب اسکا یہ ہے کہ جو شخص کہ چھپتا ہے حدیث شریف اذا ظهرت البدع وسكت العالم فعليه لعنة الله یعنی جس وقت کہ ظاہر ہووے بدعت اور چپکا رہے عالم تو اسپر اللہ کی لعنت ہے۔ دیکھو کرنا ہوا طرف رد یعنی جواب کی طرف ہی صواب ہے کیونکہ احقاق حق و ابطال باطل ہو تو بہت اچھا کرے۔ قل الحق ولو كان مرا

قال پیشاب کرنے کے بعد ڈھیلے سے استنجا کرنا سنت نہیں ہے جو اسکو بدعت کہے وہ گمراہ ہے اور گمراہ کرنے والا ہے۔

اقول اے حضرت عقلمند سلطان تم آپ ہی گمراہ ہو اور گمراہ کرنے والے ہو سنت کو بدعت بتلاتے ہو جنہون شرافت کی یعنی پانی سے استنجا کرنا افضل ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث آپ زندگی مبارک میں بعد پیشاب کے پانی سے استنجا کرتے رہے اور آپ کے اصحاب بھی یہی طریقہ بتلاتے رہے کہ بعد پیشاب کے پانی سے استنجا کرتے رہو اور اتک یہ لوگ تبلیغ سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ہیں اور اللہ ثابت قدم ہیں پانی سے ہی استنجا بعد پیشاب کے کرتے ہیں بلا شک یہ عقیدہ واللہ نیکی سے ہے تو تم اسکو فسق کرکے ثمرہ بیان فرماتے ہو کہ گمراہ مسلمانوں کو جو سنت رسول پر چلنے والے ہیں گمراہ بتلاتے ہو اور حضرت حدیث تم کو ضرور معلوم ہوگا کہ جو مسلمانوں کو گمراہ کہے وہ خود گمراہ ہو جاتا ہے کسی بزرگ نے کیا اچھا کہا ہے

خلاف پیمبر کسی رہ گزید
کہ ہرگز بمنزل نخواہد رسید

اے عقلمند تیز تمکو خدا کی قسم ہے کیا یہ حدیث مروی حضرت عائشہ صدیقہ کی ترمذی شریف کے باب الاستنجاء بالماء نہ دیکھی ہوگی اور عربی دیکھنے کی لیاقت نہ تھی تو اردو ترجمہ ہی دیکھ لیا ہوتا عن عائشة قالت مرن ازواجكن ان يستطيبوا بالماء فاني استحييهم فان رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم كان يفعله یعنی فرمایا حضرت عائشہ نے عورتوں کو کہ حکم کرو تم خاوندوں اپنوں کو یہ کہ پاکی کریں ساتھ استنجے کے پانی سے لیکن بیشک میں حیا کرتی ہوں ان میں ساتھ کہنے کے اور بیشک ہے بیشک تحقیق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تھے کہ استنجا کرتے تھے ساتھ پانی کے **وفي الباب عن** جرير بن عبد الله البجلي وانس وابي هريرة یعنی اور بیچ اس باب کے یعنی استنجا کرنے کے ساتھ پانی کے حدیث روایت کی گئی ہے جریر بن عبد اللہ بجلی سے اور حضرت انس اور حضرت ابی ہریرہ سے۔

اقول از صاحب ابحث سے آپکا دعویٰ یعنی ڈھیلے سے استنجا کرنا بعد پیشاب کے ہرگز ثابت نہیں ہوتا علاوہ برین حدیث شریف سے آپ کو کیا علاقہ کیونکہ قول و فعل رسول پر عمل کرنا تو ہم محمدیونکا حصہ ہے۔ تم تو کنز قدوری درمختار وغیرہ کے گھونٹنے والے ہو ذرا غور کر کے ملاحظہ فرماؤ تو اس حدیث کے خلاف انمین بخوبی موجود ہے۔ دیکھو پیشاب جانوران ماکول اللحم کو کسی کتاب مین نجاست خفیفہ اور کسی مین پاک لکھدیا ہے حالانکہ حدیث مذکورہ فتویٰ جو ثبوت مین لاتے ہو مطلق سب عام پیشابون سے استنزاہ حاصل کرنے کو شامل ہے چنانچہ درمختار وغیرہ مین لکھا ہوا ہے کہ اگرچہ چہارم حصہ یا ربع پوشیدنی کا پیشاب جانوران ماکول سے تر ہو جاوے تو نماز ہو جاتی ہے وعفی دون ربع بدن وثوب ولو کثیرا وھو المختار یعنی معاف ہے تمام بدن اور چوتھائی سے کم اگرچہ کپڑا بڑا ہو اور یہی مختار ہے۔ اور آگے جا کر تو مفصل فرماتے مین من نجاسة مخففة کبول ماکول ومنه الفرس وطهره محمد یعنی معاف ہے نجاست خفیفہ سے جیسے پیشاب جانوران ماکول اور اسی قسم سے ہے گھوڑے کا پیشاب اور جتنے جانور حلال ہین سبکے پیشاب کو امام محمد نے طاہر کہا ہے پس اس عبارت سے صاف ظاہر ہے کہ پیشاب سے نہ بچنے پر اگر عذاب قبر ہوگا تو یہ حصہ تمام حنفیون کے لئے ہے کہ جو پیشاب کو نجاست خفیفہ اور پاک بتلاتے ہین نہ کہ محمدیان عاملان بالحدیث کا اور یہ جواب فرماتے ہین کہ پوری پاکی تب حاصل ہوتی ہے کہ ڈھیلے ورنہ قطرہ کا خطرہ رہتا ہے یہ آپ کا محض وسواس ہے کہ ہم قول و فعل رسول اللہ مین عیب ظاہر کرتے ہو اجی صاحب اس آپکے قطرہ کے خطرہ کا علاج بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بتلا دیا ہے کہ بعد وضو کے پانی اپنی شرمگاہ پر چھڑک لیا کرے چنانچہ امام احمد نے مسند کے اور حاکم نے مستدرک کے اور دارقطنی اسامہ بن زید سے روایت کرتے ہین کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان جبرئیل فی اول ما اوحی الی فعلمنی الوضوء والصلوة فلما فرغ من الوضوء اخذ غرفة من الماء فنضح بها فرجه یعنی جبرئیل نے اسوقت کہ ابتدائی زمانہ نزول وحی کا تھا نزدیک میرے آکر پس مجھکو وضو اور نماز تعلیم کی پس جب کہ وضو سے فارغ ہوے تو ایک چلو پانی لیا پس چھڑکا اس پانی کو اپنی شرمگاہ پر اور شیخ عبد الحق صاحب اشعۃ اللمعات مین فرماتے ہین و صحیح گشت کہ مراد پاشیدن آب است بعد وضو برائے دفع تطرق وسواس کہ اگر تری در ازار یافتہ شود در وسواس نیفتد

ایک ساتھ پانی کے بہتر ہو یعنی اور مثل طہارت کے ساتھ پانی کے بہتر ہے اور واسطے کہ پانی دور
کرنیوالا نجاست کا ہو اور پتھر خشک کرنیوالا اسکا بس پانی بہتر ہے ایسا ہی ذکر کیا شارح ترمذی
اور شیخ الاسلام کہ بڑے علمائے حنفیہ سے ہین شرح بخاری شریف کہ بلقب شیخ الاسلامی مشہور
و معروف ہے فرماتے ہین تعمیم کردہ اند آنرا ائمہ حدیث پس ظاہر شد کہ حکایت استنجا از قول صحابی
ثابت است از آنحضرت در دیگر روایات دیگر ، و رد است بر کسیکہ مکروہ داشتہ استنجا کردن از آب کہ نفی
شیخ الاسلام شرح صحیح بخاری یعنی تعمیم کرتے ہین ائمہ حدیث پس ظاہر ہوا حکایت استنجا قول
صحابی سے ہے اور ثابت ہوا آنحضرت سے بیچ اور روایت کے اور بیچ اسکے رد ہوا اوپر اس شخص
کے کہ مکروہ کہتا ہے استنجا کرنا پانی سے اور شیخ عبدالحق محدث دہلوی کہ جو ہندوستان میں
علمائے حنفیون کے سرگروہ ہین اشعۃ اللمعات میں فرماتے ہین چون بول میکرد آنحضرت استنجا
میکرد بآب و وضو میساخت یعنی جسوقت کرتے پیشاب کرتے استنجا کرتے پانی سے اور وضو کرتے
اور فقیہ ابو اللیث سمرقندی جو بڑے اکابر علمائے حنفیہ سے ہین تنبیہ الغافلین میں فرماتے ہین
وعن طاؤس عن ابن عباس فی قولہ تعالیٰ واذا ابتلی ابراہیم ربہ بکلمات فاتمہن قال ابتلاہ
اللہ تعالیٰ بالطہارۃ خمس فی الرأس وخمس فی الجسد فاما التی فی الرأس
فقص الشارب والمضمضۃ والاستنشاق والسواک وفرق الرأس وفی الجسد تقلیم الاظفار والختان
ونتف الابط وحلق العانۃ والاستنجاء بالماء پس عبارت مذکورہ شرح بخاری شیخ الاسلام و شرح
ترمذی مولانا سراج احمد صاحب سرہندی و اشعۃ اللمعات شرح مشکوۃ شیخ عبدالحق صاحب و
تنبیہ الغافلین فقیہ ابو اللیث سے بخوبی ظاہر ہے کہ ان بزرگان اکابر علمائے حنفیہ و امام اعظم
صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک بھی پانی سے استنجا کرنا افضل بلکہ مستحب ہے پھر بھی تم کو یہ فتوے
دیتے ہوئے شرم نہ آئی کہ پانی سے استنجا کرنا گمراہی ہو بتلا دیا ۔ اور بزرگان حنفیہ کو مع امام
صاحب گمراہوں میں داخل کیا ۔ آفرین باد برین ہمت مردانہ تو ۔

قال فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے استنزہوا من البول الخ یعنی بچو پیشاب سے بہ تحقیق
عام عذاب قبر کا پیشاب کے نہ بچنے سے ہے استنزہوا کے معنی پوری پاکی حاصل کرو اور پوری پاکی جب
حاصل ہو کہ ڈھیلا لو ورنہ قطرہ کا خطرہ رہتا ہے فقط پانی کے دھونے سے استنزہ حاصل نہیں ہوتا ۔

اقول [illegible] سے عقل ہو دن اس حدیث اور اوپر کی حدیث کا ایک ہی مضمون ہے یعنی تاکید دو پیشاب بچنے کی اور پاکیزگی حاصل کرنے کی اور جیسے اوپر قبر کا ہونا کہیں مذکور نہ تھا کیا تھا اسوا اسکو معلوم ہو کہ جیسے بعضی آیت بعضی آیت کی تفسیر ہوتی ہے اسی طرح بعضی حدیث بعضی حدیث کی تفسیر ہوتی ہے ان دونوں حدیثوں کی مفسر ایک تو وہ حدیث ہے ترمذی کی جو بروایت حضرت عائشہ اوپر ذکر ہو چکی اور ایک حدیث ہے جو تم واسطے ثبوت مین تحریر فرماتے ہو کہ ایک حدیث لا یستنزہ ہے یعنی نہیں کھینچتا تھا ستر اپنے کو کہ قطرہ نکل جاوے اور باقی تحریر کیونکہ جس وقت پیشاب کو حشفہ کی طرح سونت لے تو بالکل قطرہ نہیں رہتا یہ بھی سنت ہے آپ صاحبوں نے پہلے لفظ لا یستنزہ و لا یستتر کا مطلب تو سمجھ لیا ہوتا کہ موافق ہے یا مخالف بقول شخصے مصرع چرا کاری کند عاقل کہ باز آید پشیمانی مگر یہ بات جب حاصل ہوتی ہے کہ جب عقل ہو اول عقل نہیں دوم دروغ گو را حافظہ نباشد۔ تیسری دلیل لیجیے عن ابی ایوب وجابر وانس ان هذه الاية لما نزلت فيه رجال يحبون ان يتطهروا والله يحب المطهرين یعنی روایت ہے ابو ایوب و جابر و انس رضی اللہ عنہم سے یہ تینوں اصحاب جلیل القدر روایت کرتے ہیں کہ جس وقت یہ آیت نازل ہوئی کہ بیچ اس مسجد قبا کے چند مرد ہیں کہ دوست رکھتے ہیں یعنی مبالغہ کرتے ہیں بیچ طہارت کے اور اللہ تعالی دوست رکھتا ہے مبالغہ کرنیوالوں بیچ طہارت کے اور وہ ساتھ اس گروہ کے انصار ہیں قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا معشر الانصار ان اللہ تعالی قد اثنی علیکم فی الطهور فما طهورکم قالوا نتوضأ للصلوة ونغتسل من الجنابة ونستنجي بالماء قال فهو ذاك فعليكموه رواه ابن ماجه یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اے گروہ انصار بہ تحقیق اللہ تعالی تحقیق تعریف کرتا ہے اوپر تمھارے بیچ طہارت کے پس کیا ہے طہارت تمھاری اور کیونکر کرتے ہو اسکو اور کیا مبالغہ کرتے ہو بیچ اسکے کہا گروہ انصار نے وضو کرتے ہیں ہم واسطے نماز کے اور غسل کرتے ہیں ہم جنابت سے اور استنجا کرتے ہیں پانی سے فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پس تعریف کرنا اللہ تعالی کا اوپر تمھارے بسبب اسکے ہے یعنی غسل بھی پانی سے وضو بھی پانی سے اور استنجا بھی پانی سے کرتے ہو پس لازم پکڑو تم اسکو یعنی بطور لازمی ہمیشہ

وهو السكب انزاعنہ کہ پانی شبہ ہو اور یہ اسم طریق وسوسہ سے تعلیم امت ہے ثانیاً آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم معصوم و مطہر ہیں از وسواس یعنی اور شبہ ہو کہ مراد چھڑکنا پانی کا ہو بعد وضو کے واسطے رفع ہونے شبہ قطرے اور وسوسے کے اگر تری ازار میں پائی جاوے تو وسوسہ میں نہ پڑے اور حوالہ کرے اسکو ساتھ اس پانی کے کہ چھڑکا تھا یہ امر بند کرنیوالا ہو راہ وسوسہ کا اور تعلیم امت ہو ساتھ اسکے والا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم معصوم اور پاک تھے وسوسہ سے کیا فیصلہ ہے یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جبریل امین کو جو تعلیم امت کے واسطے آپنے پسند فرمایا ہے آپکی پسند نہیں ہے اور آپکے قطرے کے خطرے کو کافی نہیں ہے۔ ہاں اگر جگہ مخالفت سنت سے منظور ہو تو پھر کیوں تمکو پسند ہوگا۔ خیر صاحبان ہم کو تو پسند ہے کیونکہ ہم لوگ پابند قول و فعل پیغمبر صاحب کے ہیں جو انکو ہو تو دل وجان کو پسند ہے اگر تم کو پسند نہیں تو چھوڑ دو اور پھر و نصیحت سے ہو رہے ہو پھر قبر میں جا کر معلوم ہوگا۔ فقہ در مختار کو انصاف سے دیکھو قطرہ تو درکنار فرماتے ہیں کہ اگر درم کے برابر آدمی کا پاخانہ کپڑے پر لگا ہو تو معاف ہو اور نماز ہو جاتی ہے وهو مثقال عشرون قيراطا في نجس كثيف له جرم وعرض مقعر الكف وهو داخل مفاصل الاصابع في رقيق من مغلظة كعذرة آدمي یعنی درم بوزن ایک مثقال کے یعنی ۲۰ قیراط کے گاڑھی نجاست سے جیسے آدمی کا گو۔ ثانیاً ردالمحتار میں تحت عبارت مذکور لکھا ہے نجاست غلیظہ ایک درم معاف ہے بعضوں نے درم کے وزن کا اعتبار کیا ہے اور اگر پتلی ہو تو مسافت کا اعتبار ہے ہندوانی نے دونوں قولوں میں توفیق دی ہے اس طرح کہ اگر نجاست گاڑھی ہو تو درم کے وزن کا اعتبار ہے اور اگر پتلی ہو تو مسافت کا اعتبار ہے۔

قال اور دوسری حدیث بخاری اور مسلم کی عبد اللہ بن عباس سے روایت کیگئی ہے کہ دو شخصوں کو عذاب قبر کا ہو رہا تھا آپنے فرمایا کان احدهما لا يستنزه من البول یعنی تھا ایک ان دونوں میں پیشاب سے نہیں بچتا تھا اور ایک روایت میں لا یستتر آیا ہے کہ نہیں کھینچتا تھا ستر کو کہ قطرہ نکلجاوے اور باقی اس حدیث سے ثابت ہوا کہ عذاب پیشاب کے نہ بچنے سے ہوا پس جس بات پر کہ عذاب ہے اس سے جس طرح ممکن ہو بچنا واجب ہے اگرچہ استنجا پانی کے دھونے سے قطرہ موقوف نہیں ہوتا ایسی لینا ڈھیلے کا ضروری ہوا جب ارشاد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیشاب سے بچاؤ ثابت کرو

میری سنت طریقہ کو پکڑو اور سب خلفاء راشدین کے طریقہ کو پکڑو اور حضرت عمر خلفائے راشدین سے ہین حضرت عمر کا طریقہ پکڑنا ایسا ہوا جیسا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ پکڑنا اس سبب سے حنفیون نے ڈھیلا لینا اور اسکے بعد پانی سے دھونا تین سنت اسلام ہی۔

اقول بیشک یہ حدیث صحیح ہے مگر اسکے سمجھنے سے آپ صاحبون کے افہام قاصر ہین اور قیاس مع الفارق مفتی صاحب محرر فتوی تو علوم دین سے محض معرا ہین لیکن جن مجتہدین نے اس فتوی پر العبد لکھے ہین وہ بالکل جاہل بلکہ اجہل ہین ازانجا کہ در حدیث علیکم بسنتی وسنۃ الخلفاء الراشدین جنکے بیان وہی پابندی سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم مراد ہے کہ جس طرح خلفاء راشدین اسکے پابند رہے ہین اسیطرح تم بھی پابند سنت رہو نہ یہ کہ ان کا قول وفعل پیغمبر کی سنت ہو جاوے باوجود موجود ہونے قول وفعل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کیا آپکو نہین معلوم کہ جب کوئی فعل کسی صحابہ یا خلفاء راشدین سے خلاف سنت مصطفی دیکھتے تو سخت ناراض ہوتے تھے چنانچہ مسلم شریف مین کئی حدیثین اس مدعا پر موجود ہین ایک دو بیان کیجاتی ہین عن عبد الرحمن بن یزید یقول صلی بنا عثمان رضی اللہ عنہ بمنی اربع رکعات فقیل ذلک لعبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہم فرجع ثم قال صلیت مع النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بمنی رکعتین وصلیت مع ابی بکر الصدیق بمنی رکعتین وصلیت مع عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ بمنی رکعتین فلیت حظی من اربع رکعات رکعتان متقبلتان یعنی عبد الرحمن نے کہا نماز پڑھی ہمارے ساتھ حضرت عثمان نے منا مین چار رکعت اور کسی نے اسکو ذکر عبد اللہ بن مسعود سے کیا تو انھون نے کہا انا للہ وانا الیہ راجعون پھر کہا مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ منا مین دو رکعت پڑھی۔ اور ابوبکر صدیق کیساتھ دو رکعت اور عمر ابن خطاب کے ساتھ دو رکعت پڑھی تو مین امید کرتا ہون کہ جیسا ہے دوہی رکعت پڑھی ہوتین تو بہتر تھا شارح نووی علیہ الرحمۃ اس حدیث کی شرح مین بیان کرتا ہے کہ عبد اللہ بن مسعود کو یہ مخالفت حضرت عثمان کی

پانی سے استنجا کرتے رہو۔ روایت کیا اسکو ابن ماجہ نے علاوہ ازین احادیث مذکورہ بالا کے جو مذہب کے فقہا و علما بالاتفاق اس امر پر متفق ہین کہ جو پاکیزگی اور صفائی پانی سے حاصل ہوتی ہو وہ صفائی کسی چیز سے حاصل نہین ہوتی ہے۔

قال چنانچہ قرون ثلاثہ مین تعامل حضرت عمرؓ کا ہو مصنف ابن ابی شیبہ مین منقول ہے عین یہ ہے۔ كان عمر اذا بال مسح ذكره بحائط او بحجر لم يمسه ماء یعنی تھے حضرت عمرؓ جب پیشاب کرتے لگاتے ستر اپنے کو ساتھ دیوار کے یا پتھر کے اور نہ لگاتے تھے اسکو پانی۔

اقول اے مفتیان صاحبان مین قسمیہ کہتا ہون کہ تم مین سے کسی نے ابھی تک اپنی آنکھ سے مصنف ابن ابی شیبہ کو نہ دیکھا ہوگا اگر اس اثر کی حقیقت آپکو معلوم ہوتی تو ہرگز اس سے استدلال نہ کرتے سچ ہے حبک الشی یعمی ویصم یعنی محبت کسی شے کی اندھا اور بہرا کر دیتی ہے تو محبت تقلید نے تمکو اندھا اور بہرا کر دیا۔

افسوس صد افسوس بلکہ ہزار افسوس اے مفتیان صاحبان بالفرض والتقدیر اس اثر حضرت عمرؓ مدلولہ تمہاری کو صحیح بھی مان لیا جاوے تو آپکی تقلید اسوقت پوری ہو کہ جب آپ بھی بعد پیشاب کے ستر کو دیوار یا زمین سے لگا یا کرین۔ ڈھیلا جو آپ لیتے مین موجب اس اثر حضرت عمرؓ کے خلاف حضرت عمرؓ کے کرتے ہین اور بعد ڈھیلے کے پانی سے جو دھوتے ہو یہ دوسرا خلاف حضرت عمرؓ کا ہو کیونکہ لم یمسہ الماء جو آخیر فقرہ اثر مذکور کا ہو صاف کہہ رہا ہے کہ حضرت زمین اور دیوار سے لگانے پر کفایت کرتے اور نہ چھوتے تھے پانی کو اور آپ اپنے دعوی مین تحریر کر چکے ہین کہ پوری پاکی جب ہوتی ہو کہ پہلے ڈھیلا لے اور پھر پانی سے دھو دے تو آپ کی اس تقریر سے معلوم ہوا کہ حضرت عمرؓ بھی آدھی طہارت کرتے تھے اور ہمیشہ آپکے نزدیک بموجب اثر مدلولہ آپکے سب تو نہین مگر آدھے نجس حضرت عمرؓ بھی رہے نعوذ باللہ من ذلک۔ ذرا سوچ سمجھ کے باتین کیا کرو بغیر سوچے سمجھے بات کرنا شیوہ نفاق ہو۔

قال اور حضرت نے فرمایا ہو علیکم بسنتی وسنة الخلفاء الراشدین من بعدی یعنی

مخالف تھے کسی نے عبد اللہ بن عمر سے اس تمتع کا مسئلہ پوچھا تو آپ نے جائز فرمایا پھر سائل نے کہا کہ تمھارے باپ (حضرت عمر) تو منع کرتے تھے اسکے جواب مین عبد اللہ بن عمر نے کہا کہ بھلا اگر ایک کام کو پیغمبر خدا نے کیا ہو اور میرے باپ نے منع کیا ہو تو کہو رسول اللہ کا اتباع کیا جائیگا یا میرے باپ کا اور صحیح مسلم مین ہے کہ حضرت عمر پانی نہ ملنے کی حالت مین جنبی جنبی کو تیمم کرنے سے منع کرتے تھے جس مین صحابہ انکے مخالف رہے بلکہ ان کی اس بات کو ائمہ مذہب سے بھی کسی نے قبول نہین کیا۔

تمام ہوا رسالہ حصول التقا باختصار

ختم الطبع

الحمد للہ کہ یہ رسالہ الجمرۃ مولفہ جناب فخر الحکما دام ظلہ جو مدت سے نایاب تھا دوسری مرتبہ طبع ہوا اور اسکے ساتھ بطور ضمیمہ خلاصہ رسالہ حصول التقا بھی طبع کیا گیا جو مولوی محمد برکت علی صاحب اہلحدیث کا رسالہ ہے اور پہلے مطبع انصاری مین چھپ چکا تھا مگر چونکہ اس رسالہ مین بھی کلوخ لینا بدعت عمری قرار دیا گیا ہے اسلئے بغرض فائدہ عوام و خواص بطور ضمیمہ طبع کیا گیا۔ جس سے امید ہے کہ ناظرین بہت مسرور ہونگے اور اس بدعت کو ترک کرین گے۔

اصل رسالہ مین ایک حرف کا تصرف نہین کیا گیا البتہ بغرض اختصار غیر ضروری باتین حذف کر دی گئین جنمین زیادہ تر وہ لمبی ترانیان تھین جو فرقہ احناف و اہلحدیث مین ہوا کرتی ہین بعض مطالب ایسے بھی ہین جو فرقہ شیعہ کے مخالف ہین مگر ان سے اسوجہ سے نہ تعرض کیا گیا کہ مولف اسکا فرقہ اہلحدیث کا ایک عالم ہے اور اس فرقہ کے عقائد و حالات معلوم ہین۔

اس رسالہ کے طبع کی ایک خاص ضرورت یہ بھی تھی کہ رسالۃ الجمرہ نے چونکہ عام طور سے فرقہ اہلحدیث کی بنیاد کو ڈھیلی کر دی جس سے عام و خاص کو بھی معلوم ہو جائیگا کہ ان لوگون کا دعوی اتباع حدیث محض زبانی ہے ورنہ اصلی مذہب انکا دوسرا ہی ہے

بری معلوم ہوئی اور حضرت عثمان کے فعل پر ایسا حسرت و افسوس کرکے انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھا کہ جیسی کسی عزیز کے مرنے پر پڑھتے ہین ۔ اگر سنت خلفاے راشدین سے یہ مراد ہوتی کہ خلفا کا قول و فعل خواہ موافق رسول الثقلین ہو یا مخالف وسنت ہی ہے تو ابن مسعود جنہیں تمام جہان کے حنفی اپنے مذہب کی بنیاد بتلاتے ہین کبھی افسوس اور غم نہ کھاتے اور کبھی فعل خلفا پر ناراض نہ ہوتے ۔ دوسری حدیث مسلم مین اسطرح پر آئی ہے عن وبرة قال کنت جالسا عند ابن عمر رضی اللہ عنہما فجاءہ رجل فقال ایصلح لی ان اطوف بالبیت قبل ان اتی الموقف فقال نعم فقال فان ابن عباس یقول لا تطف حتی تاتی الموقف فقال ابن عمر فقد حج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فطاف بالبیت قبل ان یاتی الموقف فبقول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم احق ان تاخذ او بقول ابن عباس رضی اللہ عنہما ان کنت صادقا یعنی وبرہ نے کہا کہ مین ابن عمر کے پاس بیٹھا تھا کہ ایک شخص آیا اور کہا کہ کیا مجھے طواف کرنا قبل عرفات کے درست ہو ابن عمر نے کہا کہ ہان اسنے کہا کہ ابن عباس تو یون کہتے ہین کہ جبتک عرفات مین نہ جاے تب تک طواف نکرے ابن عمر نے کہا کہ جناب رسولخدا صلے اللہ علیہ وسلم نے حج کیا اور بیت اللہ کا طواف کیا عرفات مین جانے سے پہلے تو رسول اللہ کا قول لینا بہتر ہے یا ابن عباس کا اگر تو سچا ہے ۔ یہ جو فرمایا ابن عمر نے اگر تو سچا ایماندار ہے یعنی اگر تو ایمانداری مین سچا ہے اور نبی پر یقین سچے طور سے رکھتا ہے تو رسول کا قول شریف ہوتے ہوے کسی کے قول کی طرف التفات بھی نکر ابن عباس ہون یا ان کے والد عباس کیون نہون اس سے معلوم ہوا کہ رسول معصوم کا قول فعل ہوتے ہوے کسیکے قول پر چلنا خواہ صحابہ ہون یا امام یا مجتہد یا کوئی پیر و مرشد وغیرہ سچے ایماندارون کا کام نہین ہے اور صحیح مسلم مین ہے کہ حضرت عمر و حضرت عثمان تمتع یعنی عمرہ کرکے حلال ہو جانے اور پھر از سرنو حج کے لیے احرام باندھنے کو منع فرماتے تھے حضرت علی وغیرہ

جو محمد بن عبدالوہاب نجدی کا اختراعی مذہب تھا۔ اسلیے بعض حضرات کو رسالۂ کلوخ سے ایک خاص طرح کی کاوش پیدا ہوئی جسپر چند مہمل اعتراض بھی بطور رسالہ کے شایع کیے اور نام اسکا **دمی الجمرۃ** رکھا جسکا جواب بھی فوراً تحریر ہوا۔ مگر بدانتظامی مطبع سے اسکے طبع کا سامان نہو سکا اسلیے مین نے اس رسالہ حصول النقاو مولفہ مولوی **مبارک علی** صاحب اہلحدیث کا خلاصہ شایع کیا۔ تاکہ فرقہ اہلحدیث کو معلوم ہو اس کلوخ کا بدعت ہونا ایسا واضح امر ہے کہ خود علماے اہل حدیث بھی اسکے قائل ہین اور مخصوص رسائل اس مادہ مین لکھ چکے ہین تو اصل مسئلہ گویا محقق ہو چکا **کلوخ** لینا بدعت ہی اہلحدیث کے نزدیک بھی بدعت ہی

رہی وہ دریدہ دہنی جو رسالہ **دمی الجمرہ** مین کی گئی ہے اور اسکے لائق مصنف نے اپنی شرافت کا ثبوت دیا ہی پس درحقیقت اس کا جواب یہی ہے کہ جواب نہ دیا جاے۔ مگر ناظرین مطمئن رہین کہ عنقریب وہ جواب بھی شایع ہوگا کیونکہ اصل رسالہ مدت سے مکمل ہی اور اسکا نام **الکمرہ لرامی الجمرہ** ہی اس رسالہ مین تہذیب و متانت کا خاص طور پر التزام کیا گیا ہے تاکہ تمام عالم کو فرقہ **اہلحدیث** کی **تہذیب** بھی معلوم ہو اور اسکے ساتھ فرقہ حقہ شیعہ کا **صبر و تحمل** بھی بہر حال چونکہ مقصود اصلی اس رسالہ کا خیر خواہی اہل اسلام ہی کہ وہ کلوخ کو ترک کرکے پانی سے استنجا کرین جو سنت رسول اللہ صلعم ہی لہذا تمام اہل اسلام سے ملتمس ہین کہ تعصب اور ضد کو ترک کرکے حق کی طرف راجع ہون واللہ بالغ امرہ واللہ یہدی من یشاء الی صراط مستقیم۔

محمد حیدر

منیجر مطبع اصلاح

فہرست کتب موجودہ دفتر اصلاح

دفتر اصلاح سنہ ۱۳۱۳ھ سے قائم ہے جس سے ماہوار رسالہ اصلاح شایع ہوتا ہو سالانہ ۱؎ تھا - اس رسالے نے آجتک جو اسلامی خدمت کی ہے اور راہ حق کی ہدایت اوس سے اکثر لوگ نا واقف ہونگے بفضل خدا اشاعت اسکی روز بروز ترقی پر ہے -

الشمس بھی ماہانہ رسالہ ہے جو سنہ ۱۳۲۲ھ سے دو روپیہ سالانہ پر شایع ہوتا ہے - اسکی غرض صرف تحریف قرآن سے بحث کرنا ہے جسمین تین جلدین اسکی شایع ہو چکین اور تمام دنیا کو معلوم ہوگیا کہ فرقہ اہلسنت کو کسطرح کا واسطہ قرآن سے نہین نہ اصول دین مین اوسکی متابعت کرتے ہین نہ فروع دین مین یہانتک کہ نماز مین بھی توراۃ و انجیل کا پڑھنا اونکے یہان درست ہے اور قرآن کو اگر نماز مین پڑھین تو جسطرح کی چاہین تحریف کرین سب جائز ہے -

ان دو ماہانہ رسالونکے علاوہ صدہا کتب و رسائل اس دفتر سے شایع ہو چکے جنہونے حق کی حقیت تمام عالم پر ظاہر کر دیا -

ذوالفقار حیدری جلد اول جلد ثانی جلد ثالث جسمین صحابہ کے ایسے پوست کندہ حالات درج ہین کہ قدرت خدا یاد آتی **تشفی اہلسنتہ** خوارج جسمین گویا تمامی مباحث مناظرہ جمع ہو گئے ہین آخر مین عصمت آئمہ اطہار علیہم السلام اور تمامی اہلسنت کی ناصبیت و خارجیت اور اقرار اہلسنت کہ ہم شیعونکے مناظرہ سے عاجز ہین - اس تحقیقات سے لکھے گئے ہین کہ قدرت خدا نظر آتی ہے -

کنز مکتوم فی حل عقد ام کلثوم - عوض الموثوق عن نکاح الفاروق جسمین اس عقد کی پوری تحقیق لکھی گئی ہے - رسالہ وضو جسمین اہلسنت کے وضو کا ابطال اور شیعونکے وضو کا صحیح ہونا ایسی دلائل سے بیان کئے گئے ہین کہ بہت سے اہلسنت نے اسکی بدولت راہ حق کو قبول کیا - تبصرۃ السائل - ابطال حکم الحکمین ۲/ - مناظرہ مجیدیہ حصہ اول ۱۲/ مقدمہ ترجمہ و شرح نہج البلاغہ - تنقید بخاری حصہ اول - الجمرہ -

شائقین فن مناظرہ کو ضروری ہے کہ ان کتابونکو بغور دیکھین اور پڑھین کیونکہ زبان اردو سلیس مین ایسا ذخیرہ اور اس تحقیقات سے آجتک جمع ہوا ہے نہ آیندہ امید ہے -

المشتہر